



# غیر مقلدین کے اعتراضات حقیقہ

تالیف  
مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین رضا اوکاڑوی

۱۱

ناشر: اذکار اشرف العلما، اکبر باغ، حیدرآباد ۳۶۵۰۰۰... ۵۰۰۰

## تقریظ و توثیق

بقلم حضرت علامہ قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی

ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر از مصلیٰ ابراہیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين و انتحال المبتلين

و تاویل الجاهلین! (المدخل للبیہقی و مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۶، جلد ۱)

(ترجمہ) اس علم (کتاب و سنت) کو ہر جماعت آئندہ میں سے ایسے نیک لوگ

(قابلِ اعمت و ثقت) لیں گے، جو غلو و شدت پسندوں کی تحریف و تبدیلی کو دور کریں

گے اور باطل پرستوں کے جھوٹ اور جاحل (ناواقف) لوگوں کے (غلط)

تاویل کو دور کریں گے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ

آئندہ زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی طبیعتوں میں غلو و تشدد پسندی ہوگی۔ اور علوم

اسلامیہ سے بے بہرہ ہوں گے اس کے باوجود قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کی جسارت کریں

گے اور جو چیز قرآن و احادیث شریفہ میں نہیں آئی ہے اس کو زبردستی دلیل قرآن و سنت

کی طرف شوبہ کرینگے الغرض علوم نبویہ میں تحریفات و تاویلات زائد کرکے پھریں گے جو

ہر امتی کے لئے پریشانی و تشویش کا باعث ہوں گی۔

لیکن ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دے کر اطمینان کا سامان

میاں فرمایا کہ ان غلو پسندوں، باطل پرستوں اور جالوں کی ساری محنت پادہا ہوا ہو جائے گی

## تفصیلات طباعت

نام کتاب: مجموعہ سہ رسائل

صفحات: ۸۸

مصنف: حضرت مولانا محمد امین صاحب صدر اکاؤنٹی مدظلہ

اشاعت: ہندوستان میں بار دوم

☆ ☆ ☆ ملنے کے پتے ☆ ☆ ☆

☆ مکتبہ فیض ابراہیم 16-2-138/15 اکبر باغ، ملک پیٹ حیدر آباد ۳۰ فون 455648

☆ ادارہ دارالافتاء والدعوة، نزد پٹرول پمپ، ایسے موٹرس چوراہا، جوڈھپور ۳۵

\*\*\*\*\*

کیوں کہ ان کے مقابلہ کے لئے ہرزائے ایسے لوگ ہوں گے جو سلف صالحین کے قابل اعتماد جانشین ہوں گے اور ان سے علوم نبویہ (کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کو حقیقی و برحق تفسیر و تشریح کے ساتھ حاصل کریں گے، ان کی زندگی کا ایک اہم مقصد یہ ہو گا کہ جب بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے معانی بیان کرنے میں یہ غلو پسند تحریف سے کام لیں گے یا جھوٹ بات بیان کریں گے (کہ یہ بات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جبکہ وہ بات ثابت نہ ہو) یا محض اپنی رائے سے کتاب اللہ و حدیث شریف کے غلط معنی بیان کریں گے تو یہ (اسلاف کے سچے جانشین) بلا خوف و تردد لا اثم ان تحریفات، مذہبات اور دایلات کا پردہ چاک کر کے رکھ دیں گے۔ جس کے نتیجے میں تعلیمات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سلف صالحین کے طریقے سے اور انہی کی توضیحات و تشریحات کے ساتھ متفق ہو کر امت کے سامنے آتی رہے گی تاکہ تمام امت مسلمہ (امانا علیہ و اصحابی) کی واحد راہ حق پر قائم ہو کر بہتر فرقوں کی تلبیہات سے محفوظ رہیں گے اور آخرت میں بھی عذاب دوزخ سے انشاء اللہ ضرور نجات پائیں گے یہ خلف (سلف صالحین کی جانشین جماعت) کسی ملک یا کسی علاقہ کے ساتھ خاص نہیں ہے اس کے افراد مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلے ہوئے ہو سکتے ہیں بہر حال قیامت تک ہرزائے میں ان کا وجود باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ان کے ساتھ ہوتی رہے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا يزال طائفة من امتی منصورین لا یرضھن من خذلھن حتی تقوم الساعة (مشکوٰۃ باب ثواب هذا الامة صفحہ ۵۸۴ جلد ۲)

میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ رہے گی (خدا کی جانب سے) اس کی مدد کی جائے گی اور وہ شخص جو ان کی مدد نہ کرے ان کو نقصان نہ پہنچائے گا جیسا کہ قیامت برپا نہ ہو جائے۔

اور اس جماعت کا ثواب بھی قابل رشک ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

انه سيكون في آخر هذه الامة قوم لهم مثل لھم (حوار سابق)

اس امت کے آخر میں یقیناً ایسی قوم ہوگی جن کے لئے پہلے لوگوں کے ثواب کی طرح ثواب ہوگا۔

بڑے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو سلف صالحین کے لائق جانشینوں کی اس مبارک جماعت میں شامل ہو کر تعلیمات نبویہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی حفاظت و اشاعت کا فریضہ ترقیر و تحریر وغیرہ کے ذریعہ انجام دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ امر باعث مسرت ہے کہ جو دھچور میں دارالعلوم دیوبند کے ہونمار فاضل مولانا مفتی محمد یوسف جو دھچوری زید علیہ اور ان کے دردمند احباب و رفقاء نے دارالافتاء والدعوت کے نام سے ادارہ قائم کر کے اجتماعی طور پر منظم انداز سے کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کا پروگرام شروع کر دیا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین کا ڈروی زید محمد کے مجموعہ رسائل میں سے سرمدت تین منتخب رسائل کی طباعت کروانی جاری ہے بعض اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے ان رسائل کا گہری نظر سے مطالعہ فرمایا ہے ان کی تکراری میں جناب مفتی محمد یوسف موصوف نے حوالوں کی مراجعت بھی فرمائی ہے اور آئندہ بھی اس ادارہ کے ارکان کا دارالعلوم اور اساتذہ کرام کی نگرانی ہی میں اپنے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھانے کا عزم ہے۔ بلاشبہ یہ عظیم کار خیر ہے ایسے اہم پروگرام کے سلسلہ میں داسے، دوسرے قلمی، سختی ہر قسم کا تعاون کرنے کیلئے ہر مسلمان کو حسب حکم خداوندی "تعاون علی البر و التقوی" آگے آنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کے فزداران و کارکنان کو اور اس کا تعاون کرنے والوں کو قبولیت اور ترقیات سے نوازے نیز تمام شرور و مکارہ سے حفاظت فرمائے۔

(۳۱۴ مین ثم آمین)

~~~~~

## رائے گرامی

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی مدظلہ العالی  
شیخ الحدیث ازہر السند والعلوم دلویند

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

ادھر چند سالوں سے پھر مدعیان عمل بالحدیث (غیر مقلدین) اپنے آباؤ اجداد کی طرح حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اور ان کے مقلدین کے خلاف بے بنیاد جھوٹی باتوں کو منسوب کر کے ان کی تفتیق و تکفیر میں پورا زور لگا رہے ہیں اور اپنے اس دعویٰ پر جس قدر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتہیہ مشرکین و کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کا مصداق ائمہ مجتہدین کرامؒ اور ان کے مقلدین کو ٹھہرا رہے ہیں اس جیسی حرکت فرقہ منالہ پہلے جو کر چکے ہیں چنانچہ خوارج کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کی رائے ہے۔  
وکان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا فی الکفار فجعلوا اہا علی المومنین (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان گراہ فرقوں کو خدا کی شریر ترین مخلوق سمجھتے تھے، اور فرماتے تھے انہوں نے ان آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں ان کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا یہی حال ہمارے زمانے کے ہندوستانی اور پاکستانی غیر مقلدین کا ہے چنانچہ فیض الباری جلد چہارم صفحہ ۴۰۴ پر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں :  
وہذا کحال المدعیین العمل بالحدیث فی دیار فان کل آیات نزلت فی حق الکفار فانہم یجعلونہا فی حق المقلدین سبباً الحنفیۃ کثر اللہ تعالیٰ جزہم  
(یعنی حال ہمارے ملک کے مدعیان عمل بالحدیث کا ہے کہ وہ تمام آیات جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں ان کا مصداق مقلدین بالخصوص حنفیوں کو ٹھہراتے ہیں)

ادھر چند سالوں سے حطام دنیا کی خاطر یہ حضرات سلفیت کا لیل لگا کر اپنے آباؤ اجداد کا کام فرقہ وارانہ فتنہ کے انداز پر انجام دے رہے ہیں ایسی صورت میں ان کی دسیہ

کاربوں کا جواب دینا ضروری ہو گیا ہے چنانچہ بعض حضرات ان کے مکرو فریب کا مستحق قرار دے رہے ہیں اسی سلسلہ میں مکرم مولانا مفتی محمد یوسف صاحب زبیدت معالیکم اور ان کے رفقاء کا رد و مدار ان شہید نشرو اشاعت دارالافتاء والحدیثہ جوہرہ جستان نے ایک مقدم اٹھایا ہے اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ ادارہ کے اس کار خیر کو قبولیت سے نوازے اور مخالفین اہل حق کو صحیح راستہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اہل حق کو تمام شر و وہن سے محفوظ رکھے آمین۔

## رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش صاحب مدظلہ

مدرسہ مفتی جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ بنوری ناٹوں، کراچی

فروغی مسائل میں اختلاف قدیم زمانہ سے چلا آ رہا ہے جو کہ صرف علمی استدلال تک محدود رہا اور اس کی آڑ میں کسی کی تکفیر و تفضیل نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ انگریز کے دور میں ایکسٹن فرقتے نے جنم لیا۔ یہ پہلے پہل دہانی کے نام سے مشہور ہوا اور پھر انگریز نے ان کی خدمات کے سلسلہ میں غیر مقلد مولوی محمد حسین بیٹاوی کی کوششوں سے ان کو اہل حدیث کا لقب الٹ کیا۔ یعنی  
برعکس نہاد نہ نام زنگی کا فور۔

اس نومولود فرقہ نے اختلافی مسائل کو اسلام اور کفر کا اختلاف قرار دیا اور آئے دن اہل السنہ والجماعہ کو چیلنج کرنے لگے۔ اہل السنہ والجماعہ کے علماء نے ان مسائل پر قلم اٹھایا اور اپنے مسلک کو کتاب و سنت کے مطابق ثابت کیا اور ان کے دام تزویر کو طشت از بام کر دیا۔ اس موضوع پر مناظر اسلام مولانا محمد امین اد کاڑوی مدظلہ نے بھی عمدہ رسالہ تحریر فرمائے تھے جنہیں اہل علم کی اصرار پر یکپارہ کے عمدہ کتابت کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشرین کو جزائے خیر دے اور امت مسلمہ کے لئے اس کو نفع بخش بنائے۔ آمین۔

## تائید و تسنن

از حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب زید فضلتہم

مقیم حال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر ہند و پاک میں دین اسلام کی اشاعت کرنے والے بیشتر علماء کرام بزرگان دین اور شاہان اسلام شیخی تھے۔ انہوں نے مدارس، مساجد اور خانقاہیں آباد کیں۔ بارہویں صدی تک مسلمان اتحاد و اتفاق کی پرسکون فضا میں ترقی کرتے رہے جو نئی انگریز کے منہوس قدم سیال پڑے انہوں نے مسلمانوں میں مختلف فرقوں کو جنم دیا اور اسی انگریزی دور سے آج تک تفریق و اختلاف قائم ہیں۔ کبھی یہ اختلافات جوش میں آکر خطرناک صورت حال اختیار کر لیتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے ٹھنڈے بھی ہو جاتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے ایک چھوٹی سی جماعت جو چند فرد ہی مسائل (رفع یدین، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے، آئین کوزد سے کھنے) کو لیکر انہیں اپنا امتیازی مسلک اور اپنا تفضیص جتانا چاہتی ہے۔ وہ دوسروں کو اہل رائے اور اپنی جماعت کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ یہ جماعت چاروں مذاہب حدیث کو منکر کر اپنے آزاد مشرب کورانج و عام کرنا چاہتی ہے اور اس میں سر توڑ کر کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنے آزاد مشرب کی اشاعت و ترویج کے لئے ہر قسم کے غلو اور تشدد کو روا سمجھتی ہے۔ اور علماء اسلام، ائمہ مجتہدین کی توہین و تذلیل کرنا جائز بلکہ ضروری سمجھتی ہے۔ جمہور امت جو چاروں اماموں کے مقلد ہیں ان کو مشرک اور تقلید کو حرام و شرک سمجھتی ہے۔ ان حالات کی وجہ سے امت مسلمہ میں زبردست بگاڑ ہو رہا ہے اور اختلافات بڑھ گئے ہیں۔ لوگ راہ حق کے متعلق ٹکڑو

## تصدیق و توثیق

بقلم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہ

استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں، لوگوں کو یہ یاد کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی اتباع کرتے ہیں، اور سلف صالحین یعنی صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، اسکے برخلاف انہواریہ کے مقلدین اپنے اماموں کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر ابلہ فریب ہے، وہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی محافضہ پیروی کرتے ہیں، نہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں، اگر وہ صحیح معنی میں حدیث رسول پر عمل کرنے والے، اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے والے ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث پر ضرور عمل کرتے۔

علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بها، وعضوا علیہا بالنواخذ (رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ)

لازم پکڑو تم میری سنت، اور میرے راہ یاب بادیت، باب خلفاء کی سنت، تمام لو اس کو اور ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑ لو۔

اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے، ان میں صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہیں۔ ان کے برعکس انہواریہ کے تمام مقلدین خواہ حنفی ہوں یا شافعی چاہے ضلعی ہوں یا مالکی، مذکور بالا ارشاد نبوی کے پیش نظر خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل فقہیہ پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع و اتفاق ہو چکا ہے، اس کی خلاف ورزی کو ناجائز اور گمراہی قرار دیتے ہیں۔۔۔۔۔ اب آپ انصاف سے بتائیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی اتباع کرنے والے، اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے والے وہ ہیں یا ہم؟

## احوالِ واقعی

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ رسالہ دراصل حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڈمی کے تین مضامین کا مجموعہ ہے۔ جسے ہندوستان میں ادارہ دارالافتاء والدعوة، جودھپور راجستھان نے اکابر علماء دیوبند کی نظر ثانی و پسندیدگی کے بعد حوالوں کا پورا اطمینان کر کے شائع کیا ہے۔ بعض احباب کے تقاضے اور خواہش پر راقم الحروف نے کتابت کی تصحیح جدید کمپوزنگ اور بعض عناوین و الفاظ میں انتہائی جزوی تغیر کے ساتھ ادارہ ہذا سے شائع کیا ہے۔

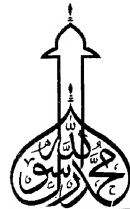
بڑا دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ اس حساس اور نازک موقع پر جبکہ مسلمانوں پر ارتداد و الحاد کے مسلسل خارجی حملوں کا سلسلہ جاری ہے، ان داخلی نہایت ضمنی امور پر صلاحیت و سرمایہ کو صرف کیا جائے۔ مگر خدا بھلا کرے اور توفیق تدر عطا فرمائے ہمارے غیر مقلد برادری کو جنہوں نے بڑے شہود کے ساتھ دیانت و امانت اور علمی وقار و اسلامی سنجیدگی سے بالکل علاحدہ ہو کر ان مسائل کو عوام الناس میں شب و روز کا موضوع بنادیا ہے۔ اب نابالغ و ناسمجھ بچے تک شارح بخاری و مصلح فقہاء بنے ہوئے ہیں۔ احکام و مسائل احادیث و دلائل، علماء و فقہاء، کم علم بلکہ بے علم نوجوانوں کی دل لگی کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔

و شبہات کے شکار ہو رہے ہیں۔

مقلدین ہرگز ہرگز مشرک نہیں ہیں وہ اماموں کو خدا کا شریک نہیں مانتے پھر مشرک کیسے ہونگے؟ وہ صرف اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان اماموں کو قرآن اور حدیث سمجھنے اور سمجھانے کی جو طاقت بخشی تھی وہ اور علماء کو حاصل نہیں ہوتی اسی لئے جو کچھ ان چاروں اماموں نے قرآن و حدیث سے سمجھ کر بتلایا اس کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اس جماعت کے اکثر لوگ نہ اہل حدیث ہیں نہ غیر مقلد ہیں اور نہ سلفی ہیں بلکہ اسلام کے بہت سے گمراہ فرقوں کی طرح ایک گمراہ فرقہ ہے۔ ان میں سے علم رکھنے والے لوگ اپنی کتابوں میں چاروں اماموں کی حقانیت کا اقرار کرتے ہیں ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کا ادب و احترام کرتے ہیں دیکھو تاریخ اہل حدیث جداول مصنفہ علامہ حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کو اتباع حق کی توفیق دے تاکہ اختلاف اور افتراق کی تبلیغ چھوڑ دیں اتحاد و اتفاق کا اسلامی سبق یاد کریں لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کریں اسلام سے نکلنے کی وجہ چھوڑ دیں۔ آمین۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تہذیب و تمیز ماتم کناس ہے۔ ضد و عناد اور شرارت و ہٹ دھرمی کا بول بالا ہے۔ نا سمجھ لوگ حیران ہیں اور سمجھدار و علم دوست حضرات شکوہ کناس کہ آخر یہ کونسی دین کی خدمت ہے۔ جس کی تاریخ اسلام میں نظیر نہیں ملتی۔ بلاشبہ پہلے بھی یہ مسائل زیر بحث رہے، لیکن فرق یہ ہے کہ اُس وقت اس کا میدان تحریر و تصنیف، یا سنجیدہ علمی محافل تک محدود تھا۔ اور اب ہر عالم و جاہل اور ان پڑھ اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے کہ وہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی گردن ناپے اور اپنے علاوہ ساری ملت اسلامیہ کو گمراہ یاد کرتا پھرے۔

ان حالات نے مجبور کیا کہ ہم تمام خارجی فتنوں کے مقابلہ اور ملت اسلامیہ کی ان سے حفاظت کے ساتھ ساتھ اندرونی ان خلفشاروں کی طرف بھی دھیان دیں اور صحیح صورت حال سے قوم و ملت کو باخبر کریں۔

وما توفیقی الا باللہ

محمد عبدالقوی

ناظم ادارہ اشرف العلوم، حیدرآباد

#####

اندھیرے

سے

روشنی

کی

جانب

## من الظلمات الى النور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

دہات کی زندگی تھی اور میرا بچپن۔ سوال یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم کہاں دلائی جائے۔ گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ کو جھگڑا ہوتا۔ بریلوی حضرات چاہتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مقرر ہو اور غیر مقلد چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو اور دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا، نہ کسی گنتی میں نہ شمار میں۔ کئی دفعہ جھگڑا طویل پکڑا جاتا تو چھ ماہ مسجد میں کوئی بھی امان نہ ہوتا اور کبھی دودو جماعتیں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارے میں پریشان تھے، آخر انہوں نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اہل بدعت کی نسبت غیر مقلد توحید میں اچھے ہیں۔ ان کے پاس ہی قرآن پڑھا لیا جائے۔ چنانچہ مجھے تعلیم قرآن کے لئے ایک غیر مقلد حافظ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

### طریقہ تعلیم

چونکہ اسکول میں ۱۰ میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اسے شمس تو تھا ہی، اس لئے شروع سے ہی پہلے پارہ سے سبق شروع ہو گیا۔ استاذ صاحب دو تین آیتیں کہلوا دیتے، ہم رٹ لیتے، اس کے بعد استاذ صاحب ہمیں سناتے کہ میں نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو شکست دی، فلاں حنفی عالم کو لا جواب کر دیا۔ دنیا بھر میں کوئی حنفی نہیں، نہ دیوبندی، نہ بریلوی جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار بیس سال پرانا ہے، اس میں دنیا بھر کے شفیوں کو چیلنج کیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھا دو جس میں یہ بات ہو کہ آپؐ نے فرمایا آج کے دن میں نے رفع یدین کو منسوخ کر دیا۔ ایک حدیث دکھا دو کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منسوخ ہو جائے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ



الذکی تقلید میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ یہ اشتہار دیوبند بھیجا گیا۔ سہارنپور بھیجا گیا، مگر کوئی حدیث نہ دکھا سکا۔ ہزار ہزار روپیہ انعام بھی رکھا گیا مگر ہمارے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکا۔ استاد جی کی تعلیم ہی ہم خالی الذہن لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن کبھی کبھی وہ ساتھ میں یہ بھی فرماتے کہ میں ایک دفعہ دہلی جاتے ہوئے دیوبند اتر گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ تمام اساتذہ کرام اور طلباء مسجد میں جمع تھے، میں نے کھڑے ہو کر اشتہار دکھا یا کہ یہ اشتہار بیس سال سے متواتر آپ کے مدرسہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ آپ کیوں حدیث نہیں سناتے؟ تو اساتذہ صاحب بتاتے تھے کہ وہاں کے اساتذہ نے بڑی حاجت سے یہ بات فرمائی کہ مولانا! آپ جانتے ہیں ہم حنفی ہیں۔ ہم تو ابوحنیفہؒ کی فقہ پڑھتے ہیں۔ حدیث نہ کبھی دیکھی نہ پڑھی۔ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ کیوں کرتے ہیں۔ اساتذہ صاحب کی ان باتوں کو سننے کے بعد ہم پر عالم یاس طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے کھر میں یہی سنا تھا کہ دیوبند کا مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔ جب ہمارے استاد جی دیوبند کے اساتذہ کو بھی لاجواب کر آئے تو اب البی حدیث کہاں ملے گی۔

## اختلاف کیا ہے؟

اب ظاہر ہے کہ ہم اساتذہ جی سے پوچھتے کہ اساتذہ جی آپ کا اور اہل سنت والوں کا کیا اختلاف ہے؟ تو اساتذہ جی فرماتے بنیاد! کلمہ ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پڑھتے ہیں۔ اتنی بات پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے۔ آگے ہم کہتے ہیں کہ جس کا کلمہ پڑھو، بات بھی اس کی مانو۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم کلمہ نبی پاک کا پڑھیں گے اور بات امام ابوحنیفہؒ کی مانیں گے۔ ہم پوچھتے اساتذہ جی! امام ابوحنیفہؒ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی لوگوں کو سمجھاتے ہوں گے، کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جان

بوچ کر باتیں بنائے۔ اساتذہ جی فرماتے کہ امام ابوحنیفہؒ بہت نیک آدمی تھے مگر ان کے زمانہ میں نبی پاکؐ کی احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں، اس لئے امام ابوحنیفہؒ نے بہت سے مسائل قیاس سے بیان کر دئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ میرا جو قول حدیث کے خلاف ہو وہ چھوڑ دینا۔ لیکن یہ خفی صد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اتنا شعور نہیں تھا کہ اساتذہ جی سے پوچھتے، کیا وجہ ہے کہ امت کو فقہ کے جمع کرنے کی ضرورت پہلے پڑی اور حدیث کی بعد میں۔ اصحاب صحاح ستہ یقیناً فقہ کے اندر اربعہ سے بعد ہوئے مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں نہ فقہ حنفی کے رد کا باب باندھا نہ فقہ شافعی کے رد کا۔

## علم حدیث

پھر اساتذہ جی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کچرا، کچرے کی دکان سے ملتا ہے، شکر، شکر کی دکان سے اسی طرح حدیث، صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھانی نہیں جاتی۔ اگر ہمارے مدرسہ سے تم چلے گئے تو ساری عمر اڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے، لیکن تمہارے کان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو ترس جائیں گے۔ نبی کا کلمہ پڑھنے والو! نبی کی احادیث صرف یہاں ہی پڑھانی جاتی ہیں اور جس اس وقت ہمیں بھی سمجھ نہ تھی اور نہ پتہ تھا کہ ان اہل حدیثوں کے بھائی اہل قرآن بھی ہیں، لیکن یہ تو اساتذہ صاحب کا فرض تھا کہ ہمیں کہتے کہ بدیا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا قرآن سے کیا تعلق؟ مبرا حال ہمیں یہ مٹوایا گیا کہ ہم دو چار آدمی نبی پاکؐ کو مانتے ہیں باقی سب نبی کے منکر ہیں۔

## سوشیہ کا ثواب

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا ادا کرنا کیا اس پر تو مذاق اڑایا کرتے تھے،

سنٹیج بھی خاص ضروری نہیں تھیں، کیونکہ حنفی فاضل اور مسنوں کا پورا اہتمام کرتے تھے۔ ہاں جو سنٹیج مردہ ہو چکی ہیں، ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید جاتی تھی مثلاً نماز کا جماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے۔ اس پر عمل کرنا سوشیڈ کا ثواب ہے۔ اسی طرح بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ بعض لوگ آمین سے چڑھ کر یں گے، وہ میری امت کے یہودی ہیں اس لئے آمین خوب بلند آواز سے کہو کیوں کہ جتنے حنفیوں کے کان تک آواز جائے گی، اتنے سوشیڈوں کا ثواب ملے گا اور یہودیوں کو چڑانے کا ثواب الگ۔

### حقیقت الفقہ

اس کے ساتھ استاذ جی کے پاس مولوی محمد یوسف جے پوری کی کتاب "حقیقت الفقہ" اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ "شمشیر محمدی بر عقائد حنفیہ" اور "شمع محمدی" کتابیں تھیں۔ استاذ جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کوئی مسئلہ سناتے، پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاذ جی کا ناول کو ہاتھ لگا کر توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندا مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ سکھوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ! اگر ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا ذلیل سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرانی جاتی تھی کہ دنیا میں مذہب حنفی اتنا گندا مذہب ہے کہ ہندو، سکھ، جوسی، یہودی سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

### طریق کار

اب جب ہمارا ذہن پختہ ہو گیا تو استاذ جی فرماتے، کسی ایک دو سادہ حنفی نوجوانوں کو اکسا یا کرو کہ ہمیں تمہارے مولوی صاحب کے پاس لے چلو اگر وہ ہمیں حدیث دکھادیں گے تو تم حنفی ہو جائیں گے۔ وہ بے چارے ہمیں لے جاتے۔ ہم پوچھتے

کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھے چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا۔ سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب کبھی غور سے نہیں سنتے تھے۔ ہاں بردہ منٹ کے بعد ان دونوں حنفیوں کو گواہ بنا کر کہتے کہ دیکھو تمہارے مولوی صاحب کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی۔ جب دو چار مرتبہ ہم مولوی صاحب کو کہتے کہ آپ کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی تو فطری بات بیکہ مولوی صاحب کو غصہ آجاتا تو ہم اب اٹھ کر آ جاتے۔ استاد صاحب بہت خوش ہوتے۔ اور گاؤں میں ہمارا تعارف کرایا جاتا کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو لا جواب کر دیا ہے۔ وہ ایک سوال کا جواب نہیں دے سکا۔ ایک بھی حدیث نہیں آتی۔ جلا الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے۔

### چشمہ

استاذ جی اس فن کے ماہر تھے۔ فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لئے قرآن، حدیث یافتہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سوشیڈ کا ثواب لے سکتا ہے۔

(۱) جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس سے سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ بردہ دانی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آکر اپنی مسجد میں بتانا کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر بر غیر مقلد بچے اور بوڑھے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر جگہ میں پرو پگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آتی۔

(۲) دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں کوئی کئے کہ تم نے جو جیب میں پین لگا رکھا ہے اس کا نام حدیث میں دکھاؤ تو گھبرا نہنا،

فورا ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟ اور شور مچا دو کہ منہ کی حدیث نہیں دکھا سکے۔ فلاں کام کرنے کی حدیث دکھا سکے۔ فلاں کام کے منہ کی حدیث دکھا سکے۔ اب سب غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کریں گے کہ جی وہ مولوی صاحب کہاں سے بے چارے حدیث لائیں گے۔ فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(۲) اور اگر کسی جگہ پچھن جاؤ کہ کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے آئیں کہ تم اہل حدیث ہو۔ دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں۔ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، فوراً ایک صفحہ نکال کر سمجھا کر دو، لو جی یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے؟ باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استرا بھی کرو اور افتخار مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

(۳) اگر بالفرض کوئی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو فوراً کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ جیسے مرزا بیگمکتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاؤ کہ مسیح علیہ السلام اسی جسد غضری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، وہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مروج ہو یا جیسے غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع بدین کے سلسلہ میں "سنوٹ" کا لفظ دکھاؤ اور اس پر اشتا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

(۵) اگر بالفرض وہ لفظ مل بھی جائے اور مخالف دکھا دے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا وہ حدیث میں موجود ہے تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو، ضعیف ہے، ضعیف ہے، ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ مانتی پڑی اور رب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو ان مولوی صاحبان کو تختہ قبی نہیں تھی۔ اس ان پڑھ کو پتہ چل گیا کہ حدیث ضعیف ہے۔

(۶) چھٹا اور آخری نمبر: استاذ ہی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا،

اس کو نہیں سمجھتا کہ نماز پڑھو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور سمجھتا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ بس یہی چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور تھے۔ والد صاحب "پابند صوم و صلوة" تبصرہ گزار اور عابد زائد آدمی تھے۔ روزانہ سے جھگڑا ہوتا کہ تمہاری نماز دین ہے نہ تمہارا دین ہے، نہ تمہاری تبصرہ مقبول ہے نہ کوئی اور عبادت۔ والد صاحب فرماتے بیٹا! انہیں کرسے تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی۔ میں کہتا کہ کتاب بڑا دھوکا ہے۔ کیا ایک خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں، ایک مدینہ میں، ایک کوفہ میں۔ ہماری نماز نبی والی نماز ہے جو ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔ والد صاحب فرماتے، کبواس نہ کیا کرو۔ ہم اس کو اپنی بہت بڑی فتح سمجھتے تھے اور ساتھ ہی بھی رعب کہ میں تو آپ کا بہت احترام کرتا ہوں نہ اگر میں فقہ حنفی کا بھانجا، پھوڑا دوں تو تعفن سے سب کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ چند سال اسی صورت میں گزر گئے۔

## نقل مکانی

ہم وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے۔ وہاں نہ کوئی کسانے والا نہ شاباش دینے والا۔ البتہ شہر میں ایک مدرسہ میں ایک وقت پڑھنے چلا جاتا۔ وہاں میرے اسباق علم النحو، بلوغ المرام اور نسائی شریف تھے۔ مقصد تعلیم کسی کتاب کا پورا پڑھنا نہیں ہوتا تھا۔ اس فالتو خلف الامام، رفع بدین، آمین، سینے پر ہاتھ باندھنا، ٹانگیں چوڑی کرنا، اگر یہ مسائل آجائیں تو فرسٹ ڈویژن پاس ہو جانا یقینی تھا۔ البتہ اب گاؤں میں وہ مگر مگر مگر باقی نہ رہی تھی۔

## تحریک ختم نبوت

اسی دوران ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی، ہمارے لکھنؤنی صاحبان تحریک کے مخالف تھے کیونکہ وہ قادیانیوں کو مسلمان کہتے تھے۔ اس تحریک میں علاقہ چھچھ کے دو بزرگ حضرت مولانا سید محمد عبدالغنی صاحب قدس سرہ تاجک والے اور

حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس اللہ سرہ سابق شیخ الحدیث تعلیم القرآن راجا بازار راول پنڈی اپنے علاقے سے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے۔ ان دونوں حضرات کو ساہیوال جیل منتقل کر دیا گیا۔ اس جیل میں اوکاڑہ کے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سیواری فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔ اول الذکر دونوں بزرگ فاضل دیوبند اور امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نواز اللہ مرقدہ کے اخلاص تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا سیواری نے دونوں حضرات کو راضی کر لیا کہ وہ رہائی کے بعد اوکاڑہ میں تدریس فرمائیں گے۔ چنانچہ دونوں حضرات اوکاڑہ تشریف لے آئے۔ احناف نے بہت اشتہار شائع کئے "اوکاڑہ میں علم و عرفان کی بارش" اور ان حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

### منافقہ کا شوق

اس وقت میرے غیر مقلد استاد جناب مولانا عبدالجبار صاحب محدث کھنڈیلوی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ سنا ہے علامہ انور شاہؒ کے شاگرد آئے ہیں، ان سے منافقہ کرنا ہے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیا کریں گے، خود امام صاحب بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے پاس حدیث ہے ان کے پاس قیاس۔ استاد صاحب بہت خوش ہوئے۔ دعا میں دیں اور ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "دنیا بھر کے خفیوں کو گیارہ ہزار روپے انعام کا کھلا چیلنج" فرمایا یہ اشتہار لے جاؤ، یقیناً تمہارا ہے۔

### عید گاہ میں

ان حضرات کا قیام عید گاہ کے مدرسہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کے گرد بہت مخلوق ہے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کے گرد کچھ کم لوگ ہیں۔ میں نے اسی سے اندازہ لگا لیا کہ اول الذکر ان دونوں

حضرات میں سے بڑے عالم ہیں، میں ان کے پیچھے چار پانی پر بیٹھ گیا۔ حضرت کے کندھے، پھر سر کو سہلانا شروع کر دیا۔ حضرت نے دو تین دفعہ میری طرف دیکھا اور خاموش رہے۔ جو تھی مرتبہ پوچھا کیا کام کرتے ہو۔ میں بھی موقع کی تلاش میں تھا۔ بھٹ جیب سے اشتہار نکال کر حضرت کے سامنے پھیلا دیا اور عرض کیا کہ حضرت اہل حدیث حضرات نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ وہ فی حدیث ہزار روپیہ انعام بھی دیتے ہیں لیکن ہمارے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں۔ آپ ضرور میری رہنمائی فرمائیں اور یہ احادیث لکھوادیں جن میں ان گیارہ سوالوں کا جواب ہو۔ حضرت نے فرمایا میں نے پنجاب میں تدریس بہت کم کی ہے، میری اردو زیادہ صاف نہیں۔ مولانا عبدالقدیر صاحب نے اکثر تدریس پنجاب میں کی ہے اور ان کی اردو بھی صاف ہے اور ان کو ان مسائل میں دلچسپی بھی ہے، ان سے سمجھ لیں۔ میں اٹھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب کی طرف چلا۔ ادھر حضرت نے مولانا کو آواز دی کہ مولانا، لڑکا ذہین ہے۔ آپ اس کو سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ پہلے ہی جلاب سے گند نکل جائے گا۔ مولانا اشتہار پڑھ رہے تھے، میں مولانا کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔ کبھی تھوڑا سا زیر لب مسکرا دیتے، کبھی پیشانی پر ناراضگی کے شکن ابھر آتے۔ بہر حال مولانا نے پورا اشتہار پڑھ لیا۔

### نیت

حضرت نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹا اپنی نیت درست کر لو۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ دین کا مسئلہ سمجھ کر عمل کرنا ہے تو مسئلہ پوچھنے کا اجر الگ ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا الگ اور اگر کسی شخص کی نیت مسئلہ پوچھنے میں شرارت یافتگی ہو تو مسئلہ پوچھنے کا گناہ الگ ہوگا اور شرارت کا الگ۔ فرمایا میں تو اسی نیت سے مسئلہ سمجھاؤں گا کہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہے اور بس۔ میں نے کہا کہ میں بھی اللہ ہی کی رضا کے لئے سمجھنا چاہتا ہوں۔

## دلیل کس کے ذمہ؟

حضرت نے فرمایا کہ اس اشتہار میں بہت سے دھوکے ہیں مگر مولویوں کے دھوکے مولوی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر شخص کے بس کاروگ نہیں۔ فرمایا اگرچہ اشتہار والے نے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھا ہے مگر دراصل یہ منکر حدیث ہے جو کہ مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے البینۃ علی المدعی کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور دنیا کی ہر عدالت بھی ہمیشہ مدعی سے ہی گواہ مانگتی ہے۔ ان گیارہ کے گیارہ مسائل میں مدعی غیر مقلد ہیں۔ دلیل ان کے ذمہ ہے مگر اس نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ہم سے سوال کر ڈالے ہیں۔ فرمایا اس کو مثال سے سمجھو۔ رافضی اذان میں کچھ کلمات زیادہ کہتے ہیں مثلاً اشہدان علیا ولی اللہ الخ اب ہمیں تو حق ہے کہ ان سے سوال کریں کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ نبی یا کم از کم حضرت علیؑ نے ان کلمات کا ثبوت ہو مگر وہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتے مگر وہ اپنے جاہل مریدوں کو دھوکا دینے کے لئے اگر یوں سوال بنائیں جس طرح اس غیر مقلد نے بنایا ہے کہ دنیا بھر کے غیر مقلد اگلے ہو کر ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضرت علیؑ نے اذان میں یہ کلمات کہنے سے منع فرمایا ہو تو منع کا لفظ دکھانے پر پہلے ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

اب آپ ایسی حدیث اپنے استاذ سے لکھو لاؤ یا شیعوہ مذہب کا سچا ہونا اور غیر مقلدوں کے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لو کہ ساری دنیا کے غیر مقلد ایک حدیث نہیں دکھا سکے۔ میں نے کہا ہم کیوں حدیث دکھائیں؟ جو یہ زائد کلمات کہتے ہیں وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہمیں منہ کی حدیث سنانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوال تو محض دھوکا ہے۔ فرمایا پھر رفع یدین تم کرتے ہو اور حدیث ہم سے منع کی جانتے ہو۔ یہ بھی ایسا ہی دھوکا ہے۔ پھر فرمایا دیکھو قرآن پاک کی پہلی سورت فاتحہ ہے اس کا

نام ام القرآن ہے اور اسی پر زیادہ جھگڑے ہیں۔ کوئی فاتحہ علی الطعام (یعنی کھانے پر فاتحہ دلانا) پر لڑتا ہے اور کوئی فاتحہ خلف اللام پر (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے سرور دی ہونے)۔ جبکہ سورہ فاتحہ میں بنیادی طور پر دو ہی مسئلے ہیں۔ مسئلہ توحید اور مسئلہ تقلید، فاتحہ علی الطعام والوں کو توحید اچھی نہیں لگتی اور فاتحہ خلف اللام والوں کو تقلید اچھی نہیں لگتی۔ یعنی فاتحہ کے ماننے کو دل کسی کا بھی نہیں چاہتا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اگر تمہارا منافرہ فاتحہ علی الطعام والوں سے ہو جائے تو آپ ان سے سوال کریں گے کہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث لاؤ یا ان کو بھی سوال کا حق دیں گے کہ ساری دنیا کے غیر مقلدین مل کر صرف ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص ایصال ثواب کی نیت سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ خاص منع کا لفظ دکھانے پر ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ مجھ سے فرمایا، جاؤ ایسی حدیث لے آؤ اس پر میں نے کہا کیوں؟ جب کھانے پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو دلیل بھی وہ لائیں۔ ہم سے منہ کی دلیل کیوں مانگتے ہیں۔ فرمایا پھر امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہو یا ہم؟ میں نے کہا ہم، فرمایا پھر ہم سے منہ کی حدیث کیوں مانگتے ہو۔ کیا شعیب علیہ السلام تو کم کی طرح تمہارے خریدنے کے باٹ اور بیچنے کے باٹ اور ہیں؟ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد نہیں کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنے لئے پسند ہو۔

## دلیل خاص کا مطالبہ

فرمایا مدعی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جاسکتا ہے مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا کہ وہ ان معجزات کو کافی نہیں سمجھتے تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ فرمائی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے اپنی طرف سے شرطیں لگا لگا کر پھر اگر فرمائشی معجزہ نہ دکھایا گیا تو وہی پرانے پڑے کرتے

تھے کہ سرے سے کوئی مجہود کھا یا ہی نہیں گیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور کھنے کے لیے بہت گندہ گار ہوں ساٹھ سال عمر ہو گئی ہے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ آج توبہ کرنے آیا ہوں۔ آپ مجھے مکمل نماز کا طریقہ سکھا دیں مگر میری صرف ایک شرط ہے کہ نماز میں کوئی رکعت بھی قرآن سے دکھائیں، شاہجی، تشدد بھی، درود شریف کے الفاظ بھی صرف قرآن سے دکھائیں، کیونکہ میں خدا کی عبادت صرف خدا کی کتاب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور کسی کو نہیں ماننا تو کیا آپ اس کو یہ سب چیزیں قرآن پاک سے دکھادیں گے؟ اگر نہ دکھا سکیں اور وہ یہ کہے کہ قرآن سے نماز نہیں سکھا سکے تو ٹھیک ہے مگر یوں کہے کہ ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے تو یہ بات غلط ہے۔ اسے کہتے ہیں دلیل کو خاص کرنا۔ اگر کسی عدالت کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو وہ عدالت ساری عمر میں ایک مقدمہ کا بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ مثلاً عدالت مدعی سے گواہ مانگے گی۔ مدعی جو گواہ بھی پیش کرے۔ آپ کو اس پر جرح کا پورا حق دے گی مگر آپ کو گواہ خاص پر ضد کرنے کی اجازت نہیں دے گی کہ مدعی نے زید کو گواہ بنایا۔ عدالت آپ سے کہے گی کہ اسپر جرح کرو۔ آپ کہیں کہ میں اس کو گواہ ہی نہیں ماننا۔ ملک کا صدر یا وزیر اعظم گواہی دے تو میں مانوں گا تو کیا کوئی عدالت اس غلط اصول پر چل سکے گی۔

### ایمان نبی پر یا شرط پر؟

حضرت نے مزید فرمایا جیسے کافر ایمان نبی پر نہیں اپنی فرمائش پر رکھتے تھے اسی طرح تمہارا حال بھی ہے۔ تم یہ بات دل سے نکال دو کہ تمہارا ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ مگر کہیں نہیں۔ تمہارا ایمان صرف اپنے استاد کی شرط پر ہوتا ہے۔ جس طرح کافر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے کہلوا دیا اللہ تعالیٰ سے کہلوا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کے استاد آپ کو ایک عبارت لکھ دیتے ہیں کہ بیعت یہ الفاظ اللہ کے نبی سے کہلوا دو تو ہم مان

لیں گے ورنہ اس سے پہلے جو آپ نے از خود فرمایا ہے وہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ اب میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بات تو مولانا بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ ہمیں کوئی سو حدیث بھی سنا دے ہم اس پر توجہ ہی نہیں دیتے بلکہ بیکار کچھ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے استاد نے جو لفظ مانگا ہے وہ حضورؐ نے کیوں نہیں فرمایا۔ یہ تو گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دینا جیسے کہ حضرت آپ کو کوئی مسئلہ بتانا ہو تو الفاظ ہم سے بنوالینا اور شرط بھی ہم سے پوچھ لینا کیونکہ اگر آپ نے ہماری شرط کے مطابق ہمارا ہی لکھا ہوا فقرہ بیان نہ فرمایا تو ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے۔

### ایک سوال

میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بھی کوئی سوال ایسا بنا سکتے ہیں کہ اس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور ساتھ انعام کا بھی وعدہ ہو اور ہمارے استاد بھی اس طرح کی حدیث پیش نہ کر سکیں بلکہ اس سوال کو دھوکا کھنے پر مجبور ہوں، جیسے آپ ان کے سوالات کو دھوکا فرما رہے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا دھوکا بھی اچھی چیز ہے کہ ہم بھی شروع کر دیں۔ میں نے کہا مجھے دھوکا سمجھانے کے لئے آپ ضرور کوئی سوال لکھ دیں تو حضرت نے اسی اشتہار کے دوسری طرف سوال لکھا کہ آپ اپنی ہی شرط کے موافق ایک ہی حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش فرمائیں جس سے ثابت ہو کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے تو میں آپ کو پچاس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔ اور مولانا نے اس پر دستخط فرمادی۔ ان کے دستخط فرمانے سے میں سوچنے لگا کہ ہمارے استاد صاحب تو ہمیں روز تاکید کرتے ہیں کہ چیلنج پچاس ہزار روپے سے کم کا نہیں دینا مگر دستخط کبھی پانچ پیسے پر بھی نہیں کرنا۔ لیکن مولانا نے پچاس ہزار روپے پر بلا جھجک دستخط فرمادے ہیں۔

## دالہی

اب میں وہ اشتہار لے کر اٹھا۔ واپس آیا تو استاد جی بڑی بے قراری سے گئیٹ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں واپس پہنچا تو پوچھا کوئی ہمارے اشتہار کو ہاتھ لگا تا ہے۔ میں نے کہا حضرت آج تو بہت بری طرح ہاتھ لگا یا اور انہوں نے بھی ایک حدیث کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر آپ لکھ دیں تو وہ پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ انہوں نے دستخط بھی کر دی ہے۔ استاد جی نے سوال کی ایک سطر پڑھتے پڑھتے پورے زور سے تین مرتبہ پسینہ صاف فرمایا۔ استاد کو پسینہ میں غرق دیکھ کر سوال کے وزن کا اندازہ مجھے بھی ہو رہا تھا۔ ادھر اللہ کی طرف سے میری ہدایت کا وقت آن پہنچا تھا۔ استاد جی کے منہ سے سوال پڑھتے ہی پہلا جملہ یہ نکلا، بیٹا یہ شرطیں دھوکے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں نے کہا حضرت دھوکا اور دین میں میں اور وہ بھی قرآن وحدیث کے نام پر۔ میں نے کہا استاد جی یہ تو آج مولانا نے سمجھا یا ہے کہ نبی پر تمہارا ایمان نہیں۔ تمہارا ایمان محض استاد کی جعلی شرطوں پر ہے اور آج آپ نے خود ہی ان شرطوں کو دھوکا فرمادیا۔ تو ہم تو کہیں کے بھی نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم  
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

## ایک اور سوال

استاد صاحب کی درسگاہ میں تینا بی پر استاد صاحب کی کتابیں کاپیاں وغیرہ میں ہی رکھا کرتا تھا۔ ان میں دو موٹی موٹی کاپیاں تھیں۔ ایک پر لکھا تھا "تقریر صحیح بخاری شریف از علامہ انور شاہ صاحب کشمیری، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند" دوسری پر لکھا تھا "تقریر ترمذی شریف از سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند" ایک دن

میں نے استاد جی سے پوچھا تھا کہ استاد جی آپ ان مشرکوں کی کاپیاں اپنے پاس کیوں رکھتے ہیں۔ (اس زمانہ میں علمائے احناف کو مشرک کہنا ہمارے ہاں بہت بڑی نیکی اور استاد محترم کو خوش کرنے کا بہت بڑا ذریعہ تھا)۔ استاد محترم اس پر بہت خوش ہوئے اور خوب شاباش دی۔ استاد جی نے فرمایا بیٹا مسائل میں ہمارا ان کے ساتھ اختلاف ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو علم سے بہت نوازا ہے، ہم ان کی کاپیاں پڑھے بغیر نہ بخاری پڑھا سکتے ہیں نہ ترمذی، آج وہ بات میرے ذہن میں ابھر آئی، میں نے پوچھا استاد جی آپ دھوکا ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی کاپیاں پڑھے بغیر آپ بخاری اور ترمذی نہیں پڑھا سکتے؟ استاد جی نے یہ بات سن کر فرمایا جاؤ دفعہ جو جواب وہاں نہ جانا۔ میں نے کہا استاد جی آپ حدیث تو لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ استاد جی نے ایک تھپھر مار کر جاؤ بیٹھو۔

## دوبارہ جانا

اب عصر کے بعد میں دوبارہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات تو کنفرم ہو گئی کہ یہ سوالات محض دھوکا ہیں۔ لیکن یہ فرمائیے کہ آپ لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ کے اقوال کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت نے مجھے مطالعہ کے لئے علماء السنن عنایت فرمائی جس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی تھا۔ اب میں جب احادیث پڑھتا تھا تو حیرانی ہوتی تھی کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو ہم روزانہ بولتے ہیں۔ اب میں اپنے استاد جی سے پوچھتا کہ استاد جی ان سب احادیث کو جو علماء السنن میں لکھی ہیں آپ کیوں نہیں مانتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو آپ اہل الرائے کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کتاب کا کوئی مکمل جواب کسی غیر مقلد عالم نے لکھا ہو تو مجھے بتائیں میں اس کا بھی مطالعہ کروں مگر پورے تجسس کے بعد بھی یہی پتہ چلا کہ اس کے جواب سے ساری دنیا کے غیر مقلد بیت عاجز ہے۔ میں اس کتاب علماء

السنن کا وہاں مدرسہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تو استاد جی سخت ناراض ہوتے بلکہ ایک دو دفعہ میری پٹائی بھی کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اہل حدیث حدیث کے اتنے دشمن کیوں ہیں؟ میں کہتا آپ مجھے احادیث کیوں نہیں پڑھنے دیتے؟ وہ نہیں ایک ہی رٹ لگاتے کہ یہ حدیث کی کتاب تم ہمارے مدرسے میں کیوں لائے؟ میں نے ایک دن دیوار پر خوشخط یہ حدیث لکھ دی کہ آپ سے متواتر حدیث میں ہے اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر (کہ فجر نماز روشن کر کے پڑھو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے)۔ پوری مسجد میں شور مچ گیا یہ حدیث کس نے لکھی؟ کیوں لکھی؟ مار نکالو اس کو۔ اگلے دن میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ کر لگا دی ابرودا بالصلوة فان شدة الحر من فحیح جہنم (کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو گرمی کی شدت جہنم کی سانس ہے)۔ اس پر میری جواب طلبی ہوئی کہ تم شرارتیں کیوں کرتے ہو۔ اگلی نماز سے پہلے میں نے دیوار پر یہ حدیث لگا دی فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے)۔ میں یہ اندازہ لگاتا تھا کہ ان لوگوں کو جتنا بغض حدیث سے ہے، کسی اور چیز سے نہیں۔

### تیسری بار

پھر میں مولانا کے پاس گیا، پوچھنے لگا تقلیدِ شخصی کو کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا شرک۔ فرمایا جتنے محدثین کا ذکر طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ مالکیہ، طبقاتِ شافعیہ اور طبقاتِ حنابلہ میں ہے وہ سب مشرک ہیں؟ میں نے کہا بلاشبہ۔ فرمایا پھر تو صحاح ستہ والے بھی مشرک ہو گئے۔ تم باوجود المرام پڑھتے ہو، ابن حجر شافعی بھی مشرک ہوئے۔ تم نسائی پڑھتے ہو وہ بھی امام شافعی کے مقلد ہے، اسلئے وہ بھی مشرک ہو گئے۔ اب میں استاد صاحب کے پاس آیا۔ میں نے پوچھا کہ کسی محدث یا مسلمہ مورخ نے محدثین کے حالات میں کوئی کتاب ”طبقات غیر مقلدین“ کے نام سے لکھی ہو تو وہ دکھائیں۔ استاد صاحب ناراض ہو گئے کہ تم ہی شرارت کرتے ہو اور

طلباء کو ”اعلاء السنن“ سے حدیثیں سناتے ہو اور مسجد کی دیوار پر حدیثیں لکھ کر لگاتے ہو۔ ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حدیثیں سنانے اور لکھنے سے باز آؤ ورنہ مدرسے سے نکل جاؤ۔ ہمارے پاس ”طبقات غیر مقلدین“ نامی کوئی کتاب نہیں۔ میں پھر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ انگریز کے دور سے پہلے کے پاک وہند میں غیر مقلدین کی کوئی مسجد، کوئی مدرسہ، کوئی قبر، کوئی ترجمہ قرآن، کوئی ترجمہ حدیث ہو تو دکھاؤ، کوئی نماز کی مکمل کتاب ہو وہ لاؤ۔ اب جب میں نے استاد جی سے یہ پوچھا تو کاٹو بدن میں لہو نہیں۔ غصے میں بولے تمہیں شرارت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔

### طیفہ

ایک دن نسائی کا سبق تھا اور مسئلہ قراۃ خلف الامام کا۔ میں بھی سبق میں بیٹھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں لی۔ استاد جی نے پوچھا، کتاب کہاں ہے؟ میں نے کہا کمرے میں۔ فرمایا لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا وہ مشرک کی لکھی ہوئی ہے، میں کیوں ہاتھ لگاؤں۔ استاد جی نے بل تو کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائی نے باقاعدہ باب باندھا ہے باب تاویل قوله تعالیٰ واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا العلمک ترجموں اور پھر حدیث لائے ہیں اذا قرأ فاستمعوا لہ وایضا اور رسول دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ یہ آیت اور حدیث استاد صاحب کے خلاف تھی۔ استاد صاحب اس حدیث کو شدید کرنے پر تل گئے۔ فرمایا ابو خالد احمر دلس ہے، یہ حدیث جھوٹی ہے۔ ابو خالد احمر کا کوئی متابع دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں نہیں میں نے علامہ اور شاہ کشمیری سے بات کی وہ بھی کوئی متابع نہ دکھا سکے۔ میں نے آٹھ دس مناظرے کئے ہیں کوئی ماں کا لعل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیٹھا تھا، دل ہی دل میں استاد جی کی اس ہجرت پر شرمسار ہو رہا تھا مگر زبان سے خاموش تھا کہ استاد صاحب کی نظر عنایت مجھ پر ہوئی۔ فرمایا ابو حنیفہ، خالد کا



# ایک یادگار ملاقات



کوئی متنازع ہے؟ (حالانکہ میں ابھی حنفی نہیں ہوا تھا)۔ میں نے کہا استاد جی! آپ اوپر کو منہ اٹھا کر بیٹھے ہیں اس طرح متنازع کیسے نظر آئے گا۔ ذرا آنکھیں کتاب پر لگائیں تو اسی کتاب میں اس کا متنازع محمد بن سعد انصاری موجود ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی رکھ دی۔ اب تو استاد صاحب غصے میں گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے آہستہ سے تسبیح نکال کر پاس رکھ دی۔ فرمایا یہ کیا ہے میں نے عرض کیا آپ کو جو گالیوں کی تسبیح پڑھنی ہو وہ پڑھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے رکھی ہوئی کتاب میں یہ متنازع نظر کیوں نہیں آیا؟ بس پھر تو لاٹھی سے پشانی شروع ہو گئی اور مجھے در سے سے نکال باہر کیا گیا۔ اب میں اعلاء المسنن اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب محدث فیض پوری کی کتاب ستہ ضروریہ، الدلیل، المبین وغیرہ کا مطالعہ کرتا۔ لیکن ابھی ذہن سے غیر مقلدیت شکل نہیں رہی تھی۔ کوئی فقہ کا مسئلہ دیکھتا۔ اس کے لئے حدیث کی تلاش میں بھاگتا۔ کئی ماہ بعد پھر ذہن نے پلٹا کھایا۔ اب اگر کوئی آیت یا حدیث پڑھتا تو ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ اس کا جو مطلب ذہن میں آیا ہے وہ مرزا قادیانی کی طرح نیا ہی ہے یا علماء اور اسلاف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے؟ تو اب خود رانی اور خود بینی کی بیماری ذہن سے نکلے اور غیر مقلدیت کا روگ دل سے رخصت ہوا اور میں اہل سنت والجماعت حنفی مسلک پر ہم گیا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس مسلک حق پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔



## ☆ ایک یادگار ملاقات ☆

کراچی کے سفر میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو اپنا نام مرزا وحید بیگ بتا رہے تھے۔ وہ اصل میں پنجابی ہیں مگر عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ انہوں نے اپنی سرگزشت یوں بیان فرمائی کہ میں یہاں سے ایف۔ اے کر کے امریکہ گیا تھا۔ ایک سال اس حال میں گزارا کہ دونوں عیدیں اور چند اور نمازیں بھی پڑھیں۔ آخری عید نماز میں دو تین ساتھیوں سے ملاقات ہوئی جو تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے میرا ایڈریس نوٹ کیا پھر مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا۔

## زندگی میں تبدیلی

ان حضرات کی صورت اور سیرت شریعت محمدیہ کی ترجمان تھی۔ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے مجھے بھی اسلامی زندگی کا احساس ہوا۔ میں نے تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانا شروع کر دیا۔ مجھے ایک عجیب ذہنی سکون اور قلبی راحت محسوس ہوئی اور الحمد للہ میں نماز روزے کا پابند بن گیا۔ حرام حلال کا امتیاز کرنے لگا۔ اپنے وقت اور مال سے کچھ حصہ دین سیکھنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ بیوی بچوں دوست احباب سب پر محنت کی اور ایک پرسکون دینی ماحول بن گیا اور میری زندگی کے پورے چار سال اسی طرح گزرے۔ میں نے اور میری بیوی نے گزشتہ زندگی کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو قضا کیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہوئی تھیں، شرعی مسائل پوچھ کر ان کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تداامت اور توبہ کا شغل اختیار کیا۔ فضائل اعمال تعلیم الاسلام اور بشتی زبور خرید کر روزانہ ان کی تعلیم کرنے اور عمل میں اضافہ کی حتی المقدور کوشش کرتے رہے۔

## ایک اور تجربہ

چار سال کے بعد ایک عید کے موقع پر ہی دو تین نوجوانوں نے مجھے آگھیرا۔

بڑی گر جموشی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے دینی جذبات اور کوششوں کی تعریف کی۔ اگرچہ ان نوجوانوں کے چہرہ پر نہ شرعی ڈالرجی تھی نہ ان کا لباس شرعی انداز کا تھا لیکن وہ دین سے لگاؤ اور محبت کا ذکر اس جوش سے کرتے تھے کہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو گیا۔ اسی نیت سے کہ ان کے جذبہ کی قدر کر کے ان کو شرعی صورت و سیرت اور شرعی لباس اور احکام پر آسانی سے آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ میں ان کے ہاں گیا۔ ان کے پاس اسلامی کتابوں کی ایک لائبریری تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگوں کا دین انڈیا سے آیا ہے اور ہمارا مکہ مدینہ سے اور یہ کہتے ہوئے ایک کتاب ”صلوۃ الرسول“ مصنف مولانا محمد صادق سیالکوٹی مجھے دی کہ اگر کے مدینے کا دین ماننا ہے تو یہ کتاب پڑھو۔ میں نے یہ کہتے ہوئے کتاب لے لی کہ یہ کتاب تو سیالکوٹ کی ہے نہ کہ مکہ مدینہ کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ اگرچہ سیالکوٹ میں لکھی گئی مگر باتیں مکہ مدینہ کی ہیں۔

### پہلا فرق

میں نے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث نے بھی ”فضائل اعمال“ میں آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور نیک لوگوں کے واقعات ہی ذکر فرمائے ہیں۔ بہت عجیب کتاب ہے۔ میری زندگی میں یہ تبدیلی اسی کتاب کی ہے کہ میں بے نمازی تھا نمازی بن گیا۔ جھوٹ بولتا تھا اس سے توبہ کی۔ حلال حرام کا خیال نہیں کرتا تھا اب پوری کوشش کر کے حرام سے بچتا ہوں۔ میری صورت اور سیرت میں جو اسلامی رنگ ہے یہ اسی کتاب کی برکت ہے۔ انہوں نے فوراً میری بات کاٹتے ہوئے کہا کہ آپ پڑھ لکھ آدی ہیں۔ شیخ الحدیث صاحب نے بہت سی باتیں بلا حوالہ نقل کر دی ہیں۔ انہوں نے مجھے کئی مقامات دکھائے جہاں کوئی حوالہ نہ تھا اور پھر ”صلوۃ الرسول“ دکھا دکھا کہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو ہر ہر بات باحوالہ ہے۔ دین ہمیشہ باحوالہ اور مستند ہونا چاہئے نہ کہ بے حوالہ اور غیر مستند۔ اس بات میں میں ان کے

سامنے بالکل بلا جواب ہو گیا اور واقعی مجھے بڑا دھکا لگا اور خیال ہوا کہ شیخ الحدیث صاحب نے بعض جگہ حوالے کیوں نہیں دئے؟ جناب وحید صاحب نے یہ فرق بتلاتے ہوئے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے اس کا جواب دیں۔ میں نے کہا اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث خود دے چکے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لابدی ہے۔ وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دیئے ہیں مشکوٰۃ، شیع الرواۃ، مراقۃ، احیاء العلوم کی شرح اور منذری کی ترمذیہ و تہذیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے اس لئے ان کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔ سمجھی۔ البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا۔“ (فضائل قرآن صفحہ ۱) اس نے اس عبارت کو تین دفعہ پڑھا اور کھنے لگا کہ حضرت نے واقعی بات واضح فرمادی لیکن میں نے بھی پورا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ ”صلوۃ الرسول“ میں بھی کئی باتیں بلا حوالہ درج ہیں۔ صفحہ ۳۳۹ تا صفحہ ۳۵۳ جو اذکار اور اعمال درج کئے ہیں وہ سب بلا حوالہ ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالرؤف غیر مقلد ”صلوۃ الرسول نکالیں“ کے حاشیہ پر آیت کریمہ کے عمل کا یوں مذاق اڑاتے ہیں: ”کیا ایسا بہتر نہیں کہ اس وظیفہ آیت کریمہ کرنے والے کو ایک پھیل نما صندوق میں بند کر کے کسی دریا یا سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ حضرت یونس علیہ السلام کے پھیل کے پیٹ کے اندھیرے کا نہ صرف نقشہ ہی کھنچ جائے بلکہ یونس علیہ السلام والی صحیح کیفیت پیدا ہو جائے۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے اکتالیس دن انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ چند ہی گھنٹوں میں بفضل تعالیٰ ہر قسم کے مہوم و غموم کے بادل چھٹ جائیں گے۔ کسی طرح کی بھی مشکل و مصیبت باقی نہ رہے گی بلکہ سب پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات ابدی حاصل ہوگی۔“ اناللہ وانا الیہ راجعون مجھے نہایت تعجب بھی ہے اور افسوس بھی کہ اس قسم کی لائینی چیزیں اور خرافات ہم مسلمین میں کہہ رہے گھس آئیں۔ باللہ علیکم کیا اس قسم کی باتیں اللہ عزوجل کی ذات اقدس سے استہزاء کے مترادف نہیں؟ یہ

[illegible]

جناب وحید صاحب نے کہا کہ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ اکثر بائیں توشیح الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے بلا حوالہ لکھیں اور جن کا حوالہ دیا ان میں سے بھی اکثر ضعیف جھوٹی اور من گھڑت احادیث لکھ دیں۔ لیکن صلوٰۃ الرسول نیز، ایک بھی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ وحید صاحب نے بتایا کہ ان کا یہ اعتراض تو واقعی بہت وزنی تھا جس سے میں فضائل اعمال سے دل برداشتہ ہو گیا۔ اس پر میں نے وحید

مشرک ہی شرک

پھر مجھے انہوں نے بتلایا کہ یہ تبلیغی نصاب تو سارا شرک سے بھرا ہوا ہے۔ فضائل صدقات، فضائل درود اور فضائل حج میں ایسے واقعات ہیں جو واقعات شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ کچھ دن تو میں پریشان رہا کہ یہ کتاب ساری دنیا میں پھیل چکی ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں اس نے انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ سینکڑوں علماء نے بھی اسے دیکھا ہے۔ مگر کسی مفتی، محدث، اور فقیہ کی نظر میں اب تک نہیں گئی جہاں تک ان کلرکوں کی پہنچ گئی ہے۔ گر ان واقعات کی کوئی تاویل مجھے بھی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ آخر نہ صرف یہ کہ میں نے تبلیغی جماعت کو چھوڑ دیا بلکہ ان کا سخت مخالف ہو گیا کہ نہ میرے علم کے مطابق یہ لوگ شرک کے مسلک تھے اور ان کی نمازیں بھی غلط درغلط تھیں۔ اب میرے نزدیک نماز روزے حج اور جہاد سے بلکہ سب سے بڑی نیکی تبلیغی جماعت کی مخالفت تھی۔ گھر میں، بازار میں، دفتر میں، مجالس میں، مساجد میں، میرا یہی جہاد ہے کہ یہ جماعت، توحید کی نہیں شرک کی داعی ہے اور اسلام کی نہیں خفیت کی پرچارک ہے۔ اگرچہ اب مجھ میں جماعت اور تکبیر اولیٰ کی پابندی کا کوئی ذوق نہیں۔ حلال حرام کی بھی زیادہ نقیض باتیں نہیں رہی مگر توحید و سنت کا شے ہے جس کے بعد ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اپنی نماز کا وہ اہتمام باقی نہیں رہا مگر دوسروں کو مشرک اور بے نمازی کہنے کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے۔ اپنی

روایات کو رد کرنا لویا قرآنی اصول کا انکار کرنا ہے۔ تو اعتراض حضرت رحمہ اللہ کی بجائے قرآن پاک پر کرنا چاہئے۔ اگر اگر راوی عادل نہ ہو تو اس کو ضعیف شد یہ کہتے ہیں۔ اس لئے احکام میں اس کی روایت حجت نہیں ہوتی یہ احکام سے متعلق ہے مگر فضائل اور تاریخ میں سرے سے عدالت ہی شرط نہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: حدیث عن ابی اسرائیل ولا حج (بخاری جلد: ۱ / صفحہ ۳۹۱ / ترمذی جلد ۲ / صفحہ ۱۰) حتی اسرائیل سے روایت کر کوئی حرج نہیں۔ آپ سوچیں کہ جب ترغیب و ترہیب کے واقعات کافروں تک سے روایت کرنے کی اجازت ہے تو یہ غیر عادل مسلمان راوی کیا ان ہیود سے بھی بدتر ہے؟ ہرگز نہیں۔ بالخصوص جبکہ کسی طریقہ سے مروی ہو اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں احکام میں ایسے راویوں کی روایت حجت نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جو روایات لی ہیں وہ قرآن پاک ۱۰ احادیث بنویہ ۱۰ اور محدثین کے اصولوں کے عین مطابق لی ہیں اور سب محدثین نے فضائل میں یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم جلد: ۱ / صفحہ ۲۱ اور شیخ ابن تیمیہ نے فتاویٰ جلد ۱ / صفحہ ۶۸-۶۹) پر توضیح فرمائی ہے کہ فضائل میں ضعیف مقبول ہیں۔

## دوسرا نسخ

پھر میں نے کہا آپ ہوں گے یہ سن کر کہ صلوة الرسول میں نہ صرف فضائل میں بلکہ احکام میں بھی ضعیف احادیث کی بھرتی کی گئی ہے۔ مولوی عبدالرؤف صاحب نے نمبر وار ۸۲ احادیث کی نشاندہی کی ہے جو نہایت ضعیف احادیث ہیں۔ ۱۰

[illegible]

اصلاح کی بھی خاص فکر نہ رہی کیونکہ ان سب سے مقدم اس ساری دنیا کو شرک سے بچانا ہے جن کو فضائل اعمال کے مطالعہ نے مشرک بنا دیا ہے۔ اگرچہ دنیا میں مجھے اس میں خاص کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ دو سال کی محنت شاقہ سے میں بمشکل دو کڑکوں کو تبلیغی جماعت سے کاٹ سکا ہوں جبکہ ہزاروں نے آدمی اس جماعت سے جڑ گئے ہیں لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ سے پورے پورے اجر کا امیدوار ہوں۔

## کرامات

میں نے ان کی تقریر سن کر کما حقہ واقعات کی طرف آپ اشارہ فرما رہے ہیں وہ "کرامات" ہیں ان کو "فرق عادات" بھی کہتے ہیں یعنی عادت یہ ہے کہ مرد عورت دونوں کے ملاپ سے اولاد پیدا ہو مگر فرق عادت یہ ہے کہ نبی کریم کو بغیر مس بشر کے بیٹا مل جائے۔ عادت یہی ہے کہ اونٹنی اونٹنی سے پیدا ہو اور فرق عادت یہ ہے کہ اونٹنی پیاز سے پیدا ہو۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سہمی کے اڑنے سے نکلے اور فرق عادت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی لالھی سانپ بن جائے۔ عادت یہی ہے کہ آپریشن یاد داسے مچھلی دور ہو جائے اور نینا دیکھنے لگے اور فرق عادت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض اور عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ لگنے سے بینائی آجائے۔ عادت یہی ہے کہ بیل بیلوں کی طرح آواز نکالے اور بھیڑیا بھیڑیوں کی طرح مگر فرق عادت یہ ہے کہ بیل اور بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام کرے۔ ان میں جو باتیں عادت ہیں ان میں کچھ انسان کا بھی اختیار ہوتا ہے لیکن فرق عادت میں اختیار اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور ظہور مخلوق کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ دیکھئے قرآن پاک میں مسیح علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں۔ مسلمان بھی ان معجزات کو برحق مانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ معجزات عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے مگر یہ سب قدرت خداوندی کا ظہور تھا۔ جب مسلمان ان کو قدرت الہی کا ظہور مانتے ہیں تو ان کو ہر بر معجزہ دلیل توحید نظر آتا ہے۔ لیکن عیسائی ان معجزات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

عادت اور ان کے اختیار سے مانتے ہیں تو انہوں نے ایک ایک معجزہ کو دلیل شرک بنا لیا۔ اب ان معجزات سے شرک کشید کر لینا اس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا قصور تھا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ قصور تو عیسائی ذہنیت کا تھا جس نے توحید کو شرک بنا ڈالا۔ بالکل اسی طرح ہم اہل سنت والجماعت جب کرامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو خدا تعالیٰ کے علم و قدرت کا کرشمہ یقین کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان کرامات میں توحید ہی توحید نظر آتی ہے اور آپ لوگ جب تبلیغی نصاب کا مطالعہ عیسائی ذہن سے کرتے ہیں تو آپ کو وہ کرامات شرک ہی شرک نظر آتی ہیں۔ تو قصور نہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس نے ان بزرگوں کی عزت افزائی کے لئے اپنی قدرت نمائی کیوں کی اور نہ ہی ان بزرگوں کا۔ قصور تو سارا اس عیسائی ذہنیت کا ہے۔ اگر آپ بھی اس عیسائی ذہنیت سے توبہ کر کے اسلامی ذہن سے مطالعہ کریں تو آپ کو توحید ہی توحید نظر آئے گی۔

## یہ جوہی نہیں سکتا

اب وحید صاحب بڑے غصے میں تھے کہ ان واقعات میں تو ایسی ایسی باتیں ہیں جو جوہی نہیں سکتیں۔ بالکل ناممکن ہیں۔ میں نے پوچھا کس سے نہیں ہو سکتا خالق سے یا مخلوق سے؟ اگر مخلوق سے نہیں ہو سکتا تو بالکل درست مگر اس کو مخلوق کا فعل قرار دینا ہی تو عیسائی ذہنیت ہے اور اگر کہو کہ خالق سے بھی نہیں ہو سکتا تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا انکار ہے۔ اگر آپ اس کے منکر ہیں اور خالق کی قوت اتنی ہی مانتے ہیں جتنی آپ کی ہے کہ جو آپ سے نہ ہو سکے وہ خدا سے بھی نہیں ہو سکتا تو اپنی توحید کی خیر مناسیے اور توبہ کیجئے۔ یہ اللہ والوں کی کرامات کا انکار نہیں یہ تو اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

## جھوٹ ہی جھوٹ

اس پر وحید صاحب نے کہا لوگ اپنے بزرگوں کے لئے غلط اور جھوٹے

واقعات کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا کیا اعتبار؟ میں نے کہا جھوٹ کہاں نہیں گھڑا گیا؟ لوگوں نے جھوٹے خدا بنائے، جھوٹے نبی بنائے، جھوٹی حدیثیں بنائیں، جعلی کرنسی بنائی تو کیا صرف جھوٹے خداؤں کا ہی انکار کرو گے یا ساتھ ہی سچے کا بھی انکار کرو گے۔ صرف جھوٹے نہیں کا ہی انکار کرو گے یا بچوں کا بھی انکار کرو گے۔ صرف جھوٹی حدیثوں کا انکار کرو گے یا نبی اِصَادِیث کو بھی چھوڑ دو گے۔ صرف جعلی کرنسی سے بچو گے یا اصلی کرنسی بھی گلی میں پھینک دو گے۔ یہاں بھی جھوٹے واقعات کو ماننے کی آپ کو کس نے دعوت دی ہے؟ اور سچے واقعات سے انکار کیوں ہے؟

### حقل نہیں ماتی

وحید صاحب نے کہا ایسے واقعات کو کیسے مان لیا جائے؟ ان میں ایسی باتوں کا ذکر ہے جو انبیاء اور صحابہ کے لئے بھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ نبی اور صحابہ کا مقام تو ولی سے بہت بلند ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ایک ”فرقِ عادت“ نبی اور صحابی کے ہاتھ پر تو ظاہر نہ ہو اور کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہو جائے۔ میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ آپ نے یہاں ”قیاس“ شروع کر دیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو خواب نظر آتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا آتے ہیں۔ میں نے کہا بالکل وہی جو انبیاء کرام اور صحابہ کرام کو آئے یا اور بھی انہوں نے کہا یا انبیاء اور صحابہ کا کیا ذکر اللہ تعالیٰ جس کو جو خواب چاہیں دکھادیں۔ میں نے کہا بعض اوقات ایک چھوٹے بچے کو خواب نظر آتا ہے اور صبح بتاتا ہے کہ آج خواب میں، میں نے دیکھا کہ نانا ابو آئے ہیں اور وہ وقتاً آنی جاتے ہیں اور خواب سچا ہو جاتا ہے۔ مگر اس خواب کا کوئی یہ کہہ کر انکار نہیں کرتا کہ گھر کے بڑوں کو یہ خواب نہیں آیا تو ہم کیسے مان لیں کہ بچے کو خواب آگیا؟ دیکھو حضرت نبی بنی مریم ولیہ ہیں۔ ان کو بے موسم بچل مل رہے ہیں مگر حضرت زکریا علیہ السلام جو نبی ہیں ان کو نہیں مل رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو غاوندہ وہ بھی نبی خاوند کے ہوتے ہوئے لوہی بھی

نہیں دی اور نبی بنی مریم کو بغیر خاوند کے لا کا عطا فرما دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ مبارک روزانہ منہ پر پھرتے ہیں مگر بینائی واپس نہیں آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی صرف قمیص گننے سے بینائی واپس آگئی۔ جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت اٹھائے پھرتی تھی اس ہوا کو یہ قلم نہیں ملا کہ سفرِ ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ میں مدینہ پہنچا دے۔ حضرت سلیمان نبی ہیں لیکن تخت بلقیس کا آنا ان کے صحابی کی کرامت ہے۔ تو بھائی یہ اللہ کا اختیار ہے۔ وہ چاہیں تو ہزاروں میل دور بیت المقدس کا کشف ہو جائے۔ جنت دوزخ کا کشف ہو جائے اور نہ چاہیں تو چند میل سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غلط خبر آئی اور تحقیق نہ ہو سکے سے آپ نے انکے قصاص کیلئے بیت لینا شروع فرما دیا۔ وہ نہ چاہے تو نکعان کے کونٹوں میں یوسف علیہ السلام کا یعقوب علیہ السلام کو پتہ نہ چلے اور جب چاہیں تو مصر سے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو نکعان میں سونگھا دیں۔ میں نے کہا آپ جو ساری دنیا کو مشترک کہہ رہے ہیں اس پر نظر ثانی کریں اور توبہ کریں۔

### حفیوں کی نماز

اب انہوں نے کہا آپ جو نماز پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محض اندھی تقلید ہے۔ کیا یہ نماز قبول ہوگی؟ میں نے کہا آپ ایمان داری سے بتائیں کہ آپ کو تکبیر تحریر سے لے کر سلام تک نماز کے ہر قول اور ہر ہر فعل کی دلیل تفصیل یاد ہے؟ اگر ہے تو ذرا بتا دیں۔ انہوں نے کہا دو تین مسائل کے علاوہ مجھے کسی مسئلے کی دلیل یاد نہیں۔ میں نے کہا تو آپ کے اقرار سے آپ کی نماز ستانوسہ فیصد تقلیدی ہے وہ کیسے قبول ہوگی؟ اب وہ پریشان سا ہوا۔ کہنے لگا وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور حنفیوں سے حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں اور لاکھوں روپے انعام رکھتے ہیں مگر کوئی حنفی جواب نہیں دیتا۔ میں نے کہا میں بھی دو حدیثیں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ ہی میرا مطالبہ پورا فرما دیں اور

کو روپیہ فی حدیث انعام لے لیں۔

(الف) ایک حدیث ایسی لائیں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو ۱۱۳ سورتیں پڑھنی حرام ہیں، صرف ایک سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اس کے پڑھے بغیر مقتدی کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو۔ کیونکہ اللہ و رسول کے سوا کسی کی بات حجت نہیں۔

(ب) چار رکعت نماز میں آٹھ سجود ہوتے ہیں۔ آپ نہ سجود میں جاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور نہ اٹھتے وقت۔ گویا سولہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین نہیں کرتے تو کل اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے اور چار رکعت میں چار رکوع ہوتے ہیں۔ آپ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ یہ آٹھ رفع یدین ہوتی۔ اور پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے ہیں تو کل دس جگہ رفع یدین ہوتی۔ آپ ایک اور صرف ایک ایسی حدیث پیش فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور دس جگہ کرتے تھے اور یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل تھا۔ جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو ہم آپ کو انعام بھی دیں گے اور اہل حدیث بھی ہو جائیں گے۔ صرف ایک غیر جانبدار عربی پروفیسر یہ تصدیق کر دے کہ واقعی دونوں حدیثوں میں مطلوب پانچ پانچ باتیں یکساں ہیں۔ وحید صاحب نے کہا کہ مجھے تو ایسی حدیثیں معلوم نہیں۔ میں اپنے علماء سے ان کا مطالبہ کروں گا۔ اگر میں لے آیا تو آپ کو اہل حدیث ہونا پڑے گا اور اگر نہ لاسکا تو میں اہل سنت والجماعت حنفی بن جاؤں گا۔ میں نے کہا بالکل درست وہ چلا گئے۔

## دوسری مجلس

تین دن بعد وحید صاحب آئے اور کہا کہ میں نے تین دن آرام نہیں کیا۔

ایک مولوی صاحب کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ صرف دو مطلوبہ حدیثیں لکھ دو۔ لیکن کسی نے حامی نہیں بھری بلکہ ناراض ہوئے کہ ایسے سوالات ہمارے پاس آتے نہ لانا۔ یہ سوالات محض شرارت کے لئے ہیں۔ وحید صاحب کہتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اگر ایسے سوال آپ کریں تو اس کو آپ عمل بالحدیث کہتے ہیں اور وہ لوگ آپ سے حدیث کو چھپ لیں تو اس کو آپ شرارت کہتے ہیں۔ پھر وحید صاحب نے مجھ سے کہا کہ وعدہ کے مطابق تو مجھے اب اہل سنت والجماعت حنفی بن جانا چاہئے مگر میرے اہلی اور بھی اشکالات ہیں۔

## سورۃ فاتحہ فرض ہے

وحید صاحب نے کہا کہ سورۃ فاتحہ فرض ہے اور مقتدی اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز بالکل نہیں ہوتی میں نے کہا دو آیتیں یا حدیثیں مجھے لکھو ادیں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔ ایک تو یہ کہ مقتدی پر سورۃ فاتحہ فرض ہے اور دوسری حدیث یہ لکھو، اس کی نماز میں کل فرائض کہتے ہیں؟ آپ کے تمام علماء مل کر یہ دو حدیثیں نہیں دکھا سکتے۔ وحید صاحب! اہل سنت والجماعت کا دین کامل ہے۔ ان کی فقہ میں فرائض کی پوری تفصیل ہے۔ غیر مقلدین کا دین ناقص ہے۔ یہ بے چارے کسی حدیث سے مکمل فرائض نہیں دکھا سکتے۔ اس نے کہا یہ کیا بات اگر نہ دکھا سکیں تو میں وہ ناقص دین چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا اب تک آپ جو نماز پڑھتے رہے ہیں آپ کو فرائض تک معلوم نہیں چہ جائے کہ اس کے دلائل، تو آپ یہ نماز کن کی اندھی تقلید میں پڑھ رہے ہیں۔ تقلید تو آپ کے ہاں شرک ہے جو نماز پڑھ کر آپ نمازی بنتے ہیں یا مشرک؟

## کیا رفع یدین سنت ہے؟

انہوں نے کہا اٹھارہ جگہ رفع یدین نہ کرنا سنت ہے اور دس جگہ ہمیشہ رفع یدین کرنا سنت ہے اور حنفیوں کی نماز بالکل خلاف سنت ہے۔ میں نے کہا میں چاہتا



ہوں کہ کامل اہل حدیث ہوں نہ کہ آپ کی طرح ناقص اس لئے یہاں بھی آپ دو احادیث مجھے دکھائیں۔ ایک وہ حدیث جس میں صراحت ہو کہ اٹھارہ جگہ ترک رفق یدین سنت ہے اور دس جگہ رفق یدین کرنا سنت ہے اور دوسری وہ حدیث دکھائیں کہ چار رکعت نماز میں کئی کئی اقوال سنت ہیں تاکہ پتہ چلے کہ آپ کا دین کامل ہے یا ناقص؟ اس نے کہا کہ مجھے تو ایسی حدیث یاد نہیں۔ میں نے کہا بڑی حیرت ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو آپ مشرک اور بے نماز کہتے نہیں تھکتے اور اپنی نماز سے اتنے غافل ہیں کہ نماز کے فرائض کی حدیث یاد ہے نہ نماز کی سنتوں کی حدیث یاد ہے۔ قیامت کو حساب پوری نماز کا ہو گا یا صرف ایک فرض اور ایک سنت کا؟ اپنے پرہیزگاروں اور دوسروں کو بے نمازی کہنے کے بجائے اپنی مکمل نماز حدیث سے ثابت کریں۔

### نماز نہیں ہوتی

وحید صاحب نے کہا کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ میں نے کہا پوری امت شاید کسی غیر ذمہ دار غیر مقلد کو سمجھتے ہیں۔ وحید صاحب آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آپ کے علماء نے اس مسئلہ میں ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ سنی امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”ہم نے اہل اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جسے قراءت کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قراءت نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔“ فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ ہیں اور یہ امام مالک ہیں اہل حجاز میں، یہ امام ثوری رحمہ اللہ ہیں اہل عراق میں، اور یہ امام ادزاعی ہیں اہل شام میں، اور یہ امام لیث ہیں اہل مصر میں، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکا امام قراءت کرے اور مقتدی قراءت نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (مفتی ابن قدامہ جلد: ۱/ صفحہ: ۶۰۲)

مزید سنئے ”امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر دور قریب کے محقق علماء نے اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے، اس نے آج بعض حضرات نے جو قدم اٹھا یا ہے اسے پیش قدمی نہیں کہا جاسکتا پھر (جبکہ) جماعت کے نامور اور ذمہ دار حضرات میں بھی ان کا شمار نہیں ہوتا۔“ (توضیح الکلام جلد: ۱/ صفحہ: ۴۳)

مزید سنئے ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں: ”فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نمازی ہونے کا فتویٰ امام شافعی رحمہ اللہ سے لے کر مولف خیر الکلام تک کسی نے نہیں دیا کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نمازی ہے، کا فر ہے۔“ (توضیح الکلام جلد: ۱/ صفحہ: ۵۱) نیز ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں ”ہمارا تو مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فرومی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کر لے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔“ (خیر الکلام از حافظ محمد گوندلوی صفحہ ۳۲ و توضیح الکلام از ارشاد الحق اثری جلد: ۱/ صفحہ: ۳۵)

جب میں نے یہ تحریریں جو خیر مقلد علماء کی نکال کال کر دکھائیں تو وحید صاحب بار بار ان اردو عبارات کو پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اہل حدیث مذہب بھی عجیب ہے۔ تقریروں میں رات دن ہمیں کہتے ہیں کہ یہ سب حنفی بے نمازی ہیں مگر تحریروں میں اس طرح کہنے والوں کو غیر محقق اور غیر ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ اس سے تو یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ ان لوگوں کا کوئی ٹھوس مسلک نہیں، محض اہل سنت والجماعت سے ضد ہے۔ اپنے گھر بیٹھ کر خوب ضد کو ظاہر کیا۔ ان کو بے نماز اور مشرک تک کہا۔ جہاں اہل سنت سے آسنا سامنا ہوا تو ہتھیار ڈال دئے اور اپنے سارے فرقے کو غیر محقق اور غیر ذمہ دار قرار دے دیا۔ گویا یہ فرد گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔

## خدا جھوٹ سے بچانے

وحید صاحب نے کہا کیا زند اور جھوٹ تو حقیقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے حنفی ضد نہیں کرتے لیکن آج کل کے حنفی تو نہ قرآن حدیث کو مانتے ہیں اور نہ فقہ حنفی کو۔ پھر وہ رہا ثواب سنہی دہرانے لگے دیکھتے ہدایہ میں لکھا ہے کہ پگڑی پر مسح جائز ہے۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۱۰) ۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نماز فجر کے سلسلہ میں دوام غلٹ کا تھا۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۲۴) ۱۱ اذان میں ترجیع ثابت ہے۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۲۹۲) حضرت مرزا مظہر جان جاناں ہمیشہ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۳۹۱) ایک رکعت وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ (ہدایہ جلد: ۱ صفحہ: ۵۲۹) ابن ہمام نے کہا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کی حدیث صحیح ہے۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۵۳۰) لیکن آج کل کے حنفی محض اہل حدیث کی ضد میں ان ہدایہ کے مسائل پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ نے جو ہدایہ کے حوالوں میں باقاعدہ جلد اور صفحہ بھی بتایا ہے وہ سب حوالے بالکل جھوٹے ہیں۔ ہدایہ میں تو ان کے خلاف لکھا ہے۔ (۱) لا یجوز المسح علی العمامۃ (جلد: ۱ صفحہ: ۳۰) پگڑی پر مسح جائز نہیں۔ (۲) یسحب الافرار بالفجر لقولہ علیہ السلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر مستحب ہے کہ نماز روشنی میں پڑھی جائے اس لئے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب روشن کر کے نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر ہے۔ (۳) لا یرجع فی المشاہیر احادیث مشہورہ میں ترجیع نہیں ہے۔ (جلد: ۱ صفحہ: ۲۱۰) (۴) صاحب ہدایہ کا وصال سنہ ۵۹۰ھ میں ہوا جبکہ مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۱۱ھ میں فوت ہو گئے تو چھ سو سال پہلے کی کتاب میں ان کا سینہ پر ہاتھ باندھنا کیسے لکھا گیا؟ جبکہ آپ لوگ تو کرامات کو بھی شرمک مانتے ہیں۔ (۵) ہدایہ میں تو ہے حکى الحسن اجماع المسلمین علی الثلاث امام بصری رحمہ اللہ نے سب مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ وتر تین ہیں۔ (۶) شیخ ابن ہمام نے ۸۶۱ھ میں وصال فرمایا جبکہ صاحب ہدایہ ۵۹۰ھ میں وصال فرما چکے تھے تو اپنی پیدائش سے تین سو سال قبل ہی

ہدایہ میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا مسئلہ لکھے گئے؟ آخر آپ لوگ عقل کے پیچھے کیوں لٹھ لے پھرتے ہیں؟ وحید صاحب نے کہا کہ یہ حوالے ہمارے مولوی محمد یوسف جے پوری نے حقیقت الفتح میں لکھے ہیں۔ اگر یہ مسائل میں اصل عربی ہدایہ سے نہ دکھا سکا تو پھر اہل حدیث کے مذہب کے جھوٹے ہونے میں مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں رہے گا۔ میں نے کہا صاحبے پہلے آپ کی خواہش کے مطابق ہم نے دو احادیث مانگیں وہ آپ نہ لاسکے۔ نماز کے عمل فرائض اور مکمل سنتیں حدیث سے نہ دکھا سکے۔ اب فقہ پر ایک ہی سانس میں سچے جھوٹ بول دے ہیں یہ بھی آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ آپ بتائیے کہ ضد اور جھوٹ حقیقوں کی عادت ہے یا آپ کا اور حنا بچھونا ہے؟

## ضد ہی ضد

میں نے کہا اس ملک میں اسلام اہل سنت والجماعت حنفی ہی لائے۔ قرآن لائے۔ سنت لائے، فقہ لائے اور لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا۔ لیکن جب یہ فرق (اہل حدیث) پیدا ہوا تو اس نے ضد کو ہی اپنا روز مرہ کا مشغلہ بنالیا۔ چند مسائل بطور نمونہ اب میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

(۱) حنفی کہتے ہیں کہ منی ناپاک ہے۔ انہوں نے ضد میں کہہ دیا منی بالکل پاک ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ: ۱۰، کنز الحقائق صفحہ: ۱۲، نزل البرار جلد ۱ صفحہ: ۳۹، دور البلبہ صفحہ: ۱۵)

(۲) حنفی کہتے تھے کہ تھوڑی ناپاکی مثلاً ایک لوٹے میں تھوڑی نجاست بھی گر جائے اگرچہ اس پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے تو بھی ناپاک ہے۔ مگر حکیم صادق سیالکوٹی نے صاف کہا کہ جب تک نجاست کی وجہ سے تینوں وصف رنگ، بو، مزہ نہ بدلیں اس وقت تک ناپاکی ناپاک نہیں ہوتا۔ (صلوۃ الرسول صفحہ: ۵۳)

(۳) حنفی کہتے تھے کہ خر (شراب) نجس العین ہے مثل پیشاب کے، مگر

صند کا خدا برا کرے وحید الزمان، صاحب نے صاف لکھ دیا کہ پاک ہے۔ (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۳۹)

(۶۰۵۳) حنفی مردار، خنزیر، اور خون کو ناپاک سمجھتے تھے۔ انہوں نے محض صند میں ان کو پاک کہہ دیا۔ (بدور اللہ، عرض الجاوی صفحہ ۱۰)

معلوم ہوا ان کے ہاں منی، خنزیر، مردار، خون سے پورا جسم اور کپڑے لت پت ہوں تو بھی ان کا جسم اور کپڑے پاک ہیں۔ وحید صاحب! کیا ہی خوب ہو کہ ایک دن یہ پورا نقشہ بنا کر آپ نماز پڑھیں۔ چلو زندگی کی ایک ہی نماز عمل بالحدیث پر ادا ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟

(۶) حنفی سمجھتے تھے کہ استنجہ کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرے نہ پشت،

لیکن انہوں نے صند میں کہہ دیا ولا یکرہ الاستقبال والاستدبار للاستنجاء (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۵۲) یعنی استنجہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ نہیں۔

(۸) احناف سمجھتے ہیں کہ بے وضو آدمی کو قرآن کو ہاتھ نہ لگانا چاہئے مگر

انہوں نے صاف کہہ دیا کہ محدث راسم مصحف جائز باشد (عرف الجاوی صفحہ ۱)

یعنی بے وضو شخص کو قرآن چھونا جائز ہے۔ صند کا تو یہ حال ہے۔ حضرت مولانا مفتی

رشید احمد صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں ”ایک اور عجوبہ سماعت فرمائیں۔ آبادی کے

اندربول و برانکی حالت میں قبلہ کی طرف رخ کرنے کا جواز مختلف فیہ ہے۔ اس لئے

احتیاط بہر حال اس میں ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے مگر اہل حدیث کے ہاں تو

دوسرے مذاہب کی مخالفت ہی سب سے بڑا جہاد ہے۔ چنانچہ کراچی میں انہوں نے

اپنی مسجد میں استنجہ خانے گرا کر از سر نو قبدرخ تعمیر کرائے ہیں۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد

ہوا کہ یہ سنت چودہ سو سال سے مردہ تھی، ہم نے اس کو زندہ کیا ہے۔“ (احسن الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

## حدیث کے خلاف

وحید صاحب کہنے لگے کہ اہل حدیثوں نے حنفیوں سے صند کی ہے تو حنفی

حدیث رسول سے صند کرتے ہیں۔ دیکھو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لکنا برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات دفعہ دھو دو لیکن ”بشقی زیور“ میں ہے

کہ سات دفعہ نہیں تین دفعہ دھو دو۔ دیکھو کہ والدین کو ڈنڈ میں آکر کس طرح بدلا

گیا۔ اس صند کا کوئی ٹھکانا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کہیں ”اما کچھ میں نے

کہا وحید صاحب حضرت عطاء کے کہ متنی تھے جنہوں نے دوسو صحابہ زیارت کی۔

وہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”جب لکنا تمہیں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے چاہئے کہ پانی

بہا دے اور برتن کو تین مرتبہ دھو لے۔“ (الکامل لابن عری) پھر حضرت عطاء عمر

اللہ خود ابو ہریرہ سے بھی یہی فتویٰ نقل فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ دھویا جائے۔ (دار

قطنی جلد ۱ صفحہ ۶۶) پھر خود عطاء ہی فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں سات دفعہ

دھونا بھی سنا ہے۔ پانچ دفعہ بھی اور تین دفعہ بھی۔ (عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۹) وحید

صاحب افسوس کہ آپ نے ”بشقی زیور“ کے بارے میں غلط بیانی فرمائی ہے کہ اس

میں سات دفعہ دھونے سے منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت تھانوی نے اس مسئلہ

میں بہت احتیاط فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں ”کتے کا جھونا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں

منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے

تانے وغیرہ کا دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھو

دے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مٹھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔“ (بشقی زیور

حصہ اول، جانوروں کے جھوٹے کا بیان، مسئلہ ۲) وحید صاحب فرمائیے کہ یہ کس

حدیث کے خلاف ہے۔ اب ذرا نواب صدیق حسن خان کی بھی سن لیجئے۔ فرماتے

ہیں ”کتے کے منہ ڈالنے والی حدیث پورے کتے، اس کے خون، بال اور پیچھے کے

نا پاک ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔“ (بدور اللہ صفحہ ۱۶) اور نواب وحید الزمان فرماتے ہیں ”لوگوں نے کتے، خنزیر اور ان کے جھوٹے کے متعلق اختلاف کیا ہے زیادہ راجح یہ ہے کہ ان کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح لوگوں نے کتے کے پیشاب، پاخانہ کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ان کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۵) وحید صاحب آپ نے دیکھا آپ کے علماء کتے سے کتنا پیار ہے؟ اس کا خون بھی پاک، پیشاب بھی پاک، پاخانہ بھی پاک، لعاب اور جھوٹا بھی پاک!!

### ایک تضاد

وحید صاحب نے کہا کہ حکایات صحابہ میں شیخ الحدیث صاحب نے یہ تضاد بات لکھ دی ہے۔ صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ حضرت حظلہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بیوی بچوں میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ حالت باقی نہیں رہتی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں ہوتی ہے۔ اس نے مجھے ففاق کا ڈر ہے اور صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ حضرت حظلہ کئی شادی ہوئی تھی۔ وہ بلا غسل میدان جہاد تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے تو ملا کہ نے انہیں غسل دیا تو ان کے بچے مجھے جہاں جن میں مشغولیت سے انہیں ففاق کا خوف ہوتا ہے ۱۹ یہی تضاد باتوں کی وجہ سے ہی پڑے لکھے لوگ اس کتاب سے متفرج ہوتے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا الحمد للہ پڑھی لکھی دنیا اس کتاب کی برکات سے دین کی دل دادہ بن رہی ہے۔ ہاں ان پڑھ اور ہندی کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ جس واقعہ میں حضرت حظلہ نے ففاق کا ڈر ظاہر کیا وہ حضرت حظلہ بن الربیع کا تب رسول ہیں اور جن حضرت حظلہ کو فرشتوں نے غسل دیا وہ حضرت حظلہ بن مالک ہیں۔ یہ تفصیل بخوار مراقہ حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹، جلد ۶ پر ہے۔ جب وحید صاحب کو یہ دکھایا گیا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور توبہ کرنے لگے کہ ہم تو اس اعتراض کو بہت اچھالتے ہیں اور کتے لوگوں کو ہم نے پریشان کیا۔ یہ تو

اب پتہ چلا کہ یہ ہماری اپنی کم علمی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

### خون پینا

وحید صاحب نے کہا کہ خون کا حرام ہونا قرآن پاک کی قطعی نص سے ثابت ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دو صحابہ کرام کے خون پینے کا واقعہ ذکر کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم ہوا اور آپ نے ان پر کوئی ناراضگی نہ فرمائی بلکہ فرمایا کہ جس کے خون میں میرا خون ملا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ کیا اللہ کے نبی قرآن کے مخالفت کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان دو میں ایک واقعہ تو حضرت ابوسعید خدری کے والد محترم حضرت مالک بن سنان کا ہے۔ اس کا ذکر حافظ ابن حجر نے (الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۶) اور ابن عبد البر نے (الاستیعاب جلد ۳، صفحہ ۲۰) پر کیا ہے تو کیا آپ ان دونوں حفاظ کو بھی حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ اعتراض میں شامل کریں گے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ حضرت مالک بن سنان احد بنی آضر میں شہید ہو گئے۔ (الاستیعاب ۳، ۲۰) دیکھئے احد میں شہید ہونے والوں میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے شراب پی تھی کیونکہ ابھی شراب کی حرمت کا اعلان نہیں ہوا تھا تو کیا ثابت کر سکتے ہیں کہ احد سے پہلے خون یعنی دم مسفوح کی حرمت نازل ہو چکی تھی؟ امام قرطبی اپنی تفسیر (جلد ۲، صفحہ ۲۱۶) پر فرماتے ہیں کہ دم مسفوح والی آیت حجت الوداع کے دن عرفش نازل ہوئی تو جب تک آپ کسی دلیل قطعی سے یہ ثابت نہ کریں کہ احد سے پہلے یہ حرمت نازل ہو چکی تھی، آپ کا اعتراض ہی باطل ہے۔ ہاں بنی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجبات میں سے ہے اس لئے کسی صحابی کا شراب پینے کا ذکر پڑھ کر ہم فوراً یقین کر لیں گے کہ یہ حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی طرح کسی صحابی کے خون پینے کی بات سن کر ہم فوراً کہیں گے یہ یقیناً حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ایسے ہی خون پینے اور اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

نڈاٹنے سے بھی یقیناً یہی سمجھا جائے گا کہ یہ حرمت سے قبل کا واقعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت نوسال کے تھے۔ ان کا واقعہ بھی حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ جلد ۲، صفحہ ۳۱۰ پر نقل کیا ہے تو کیا اس اعتراض میں حافظ ابن حجرؒ کو بھی شریک کیا جائے گا یا نہیں؟ انہوں نے بچپن میں یہ حرکت کی تو اگر حرمت سے پہلے کی بات ہے تو اعتراض ہی نہیں اور بعد میں کی تو اس جملہ میں ڈانٹ موجود ہے ”جس کے بدن میں میرا خون جانے گا اس کو آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لئے لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھے سے۔“ وحید صاحب: اس قسم کے اعتراض کسی علمی بنیاد پر نہیں محض ضد پر مبنی ہیں۔ دیکھو حنفی کہتے ہیں کہ امام ناپاک ہو، غسل کے بغیر نماز پڑھا دے یا بغیر وضو کے نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی، لیکن علامہ وحید الزمان ضد میں آکر یہ لکھ گئے کہ امام جنابت یا بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (نزل اللہ ۱۰ صفحہ ۱۰۱) اہل سنت کہتے ہیں کہ کافر کے پیچھے مسلمان کی نماز نہیں ہوتی مگر وحید الزمان صاحب کہتے ہیں، ہو جاتی ہے۔ (نزل اللہ ۱۰ صفحہ ۱۰۱)

## فضائل

وحید صاحب نے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے تو تحریر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پیشاب، پاخانہ وغیرہ سب پاک ہیں۔ میں نے کہا فضیلت کا معنی بچا ہوا پھوک ہے۔ معدہ کھانے کو لگتا ہے اس میں اصل قوت بگھر لگھن لیتا ہے اور پھوک پاخانہ بن کر نکل جاتا ہے۔ یہ معدے کا فضیلت ہے پھر جگر خون تیار کر کے دل کو دیتا ہے اور جو پھوک رہ جاتا ہے وہ پیشاب بن کر خارج ہو جاتا ہے۔ یہ جگر کا فضیلت ہے پھر وہ خون ایک ایک رگ کو اسٹیم میا کرتا ہے۔ اس خون سے جو فضیلت بچتا ہے وہ مسامات میں لپٹنے کی شکل میں خارج ہوتا ہے، پھر جو

خون جزو بدن اور گوشت بن گیا اس کا پھوک میل پکیل کی شکل میں مسامات کے ذریعہ لگتا ہے۔ یہ ہر انسانی فطرت میں داخل ہے، لیکن یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ عوام کے میل پکیل پر کبھی بیٹھتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اطہر پر کبھی نہیں بیٹھتی خود ہی بھی مشتاق علیہ حقیقت ہے کہ عوام کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے مگر آنحضرت صلی علیہ وسلم کا پسینہ مبارک دنیا کی اعلیٰ ترین خوشبوؤں کو شرماتا تھا۔ آپ کی نیند مبارک کو بھی نیند ہی کہا جاتا ہے مگر وہ نیند ہماری ہزار بیداریوں سے بھی اعلیٰ و ارفع تھی۔ آپ کا خواب وحی ہوتا تھا۔ آپ کی نیند مبارک سے وضو نہیں لوٹتا تھا۔ تو صبیحے آپ کا پسینہ مبارک، پسینہ ہی کہلاتا ہے مگر یہ کس نے کہا کہ آپ کے لئے پسینہ ہی تھا مگر عشاق کے لئے بہترین خوشبو۔ بادام روغن لگانے کے بعد جو بادام کا فضلہ بچتا ہے وہ بادام کا تو فضلہ ہی ہے مگر بنو لکھے کے میرے فضلہ جیسا ہے تو کوئی عقل مند اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک انسان تھے لیکن آپ کو جن خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا ان خصائص کا انکار کیوں کیا جائے؟ یا قوت بھی پتھر ہے، جراسود بھی ایک پتھر ہے مگر یا قوت اس کا مقابلہ کہاں کر سکتا ہے۔ جراسود جنت سے آیا ہوا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ و مقدسہ ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے خواص رکھ دیے ہیں اسلئے ان اجسام مطہرہ کو مٹی پر حرام کر دیا گیا اسی طرح دوسرے فضائل بھی اگر خصوصی طہارت رکھتے ہوں تو اس میں کیا اشکال ہے؟

وحید صاحب میری یہ ساری باتیں ٹیپ کر کے لے گئے۔ دودن بعد آئے اور کہنے لگے کہ جس طرح مطلوبہ احادیث وہ لوگ پیش نہیں کر سکے اس طرح حقیقت الفتہ والے نے جو غلط حوالہ جادہ ہدایہ کے دیے ہیں وہ بھی عربی ہدایہ سے نہیں دکھا سکے۔ ”صلوۃ الرسول“ کے غلط حوالے بھی صحاح ستہ سے نہیں دکھا سکے۔ نہ ہی ”صلوۃ الرسول“ کی فضائل کو لگا احکام میں ضعیف احادیث پیش کرنے کا کوئی جواب ان

کے پاس ہے اب مجھے یقین ہو گیا کہ اس فرق کا کوئی اصول نہیں۔ اس کی بنیاد صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کی ضد پر ہے۔ آپ نے جو مسائل ان کے بتائے وہ ضد کا واضح ثبوت ہی ہیں۔ میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر جن کی صورت اور سیرت سے پیغمبر پاک کی سنتیں نمایاں تھیں، جو خوف خدا کی دولت سے مالا مال تھے، جو حرام حلال کا امتیاز کرتے تھے، جن کا دن رات اس فکر میں گزرتا تھا کہ نبی پاکؐ کے طریقے کس طرح دنیا میں جاری ہو جائیں، میں ان کی مخالفت کرنے اور ان کے خلاف بدگمانی پھیلانے اور مسلمانوں کو اکابر اہل اسلام سے متفرق کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا ہے۔ اب میں تہہ دل سے توبہ کرتا ہوں کہ الحمد للہ مسلک حق اہل سنت والجماعت حنفی پر ہی قائم رہوں گا اور اس کے خلاف و سوسے پھیلانے والوں سے خود بھی خبردار رہوں گا اور دوسروں کو بھی خبردار کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے حق پر استقامت نصیب فرمائے اور دین میں وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

آمین یا الہ العالمین



وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ  
وَمَا يَكْفُرُ فِي الْإِسْلَامِ

ایک وکیل صاحب

دلچسپ گفتگو

## ایک ایم اے اسلامیات ایڈوکیٹ سے ملاقات

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں جس نے دین کی سمجھ میں ہمیں فقہاء کی طرف رجوع کا حکم دیا۔ (التوبہ: ۱۲۲) اور شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری کے ساتھ ساتھ اہل استنباط مجتہدین کی تقلید کا حکم دیا۔ (النساء: ۸۳) اور سلام و درود لا محدود اس رحمہ للعالمین پر جس نے فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمایا۔ (متفق علیہ) اور مجتہد کے صواب پر دو اہمراہ خطا، پر بھی ایک اہرٹنے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ایک فقہیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور (سلام ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے ہر قسم کی جانی، مالی، وطنی، قربانیاں دے کر دین اسلام کو پھیلایا اور ان میں دو ہی جماعتیں تھیں بعض مجتہد تھے اور باقی مقلد۔ (معیار الحق میان نذیر حسین) ایک صحابی کا نام بھی نہیں لیا جاسکتا کہ وہ نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتے تھے بلکہ وہ غیر مقلد تھے اور ان کے بعد ائمہ دین خصوصاً ائمہ اربعہ رحمہم اللہ پر جن کی تدوین اور تفصیل سے قیامت تک کے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔

### حمد و صلوة کے بعد

اس دنیا میں رنگ رنگ کے لوگ آباد ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا۔ وہ رات دن تعلیم و تدریس کے ذریعہ وعظ و تبلیغ کے ذریعہ تحریر و تصنیف تزیین و تصفیہ کے ذریعہ اشاعت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت نصیب فرمائیں اور ہر قسم کے شر و فتن سے ان کی حفاظت فرمائیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ ہیں جو بس اسی کو کار خیر سمجھتے ہیں کہ سیدے سادے مسلمانوں کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا کر دیے جائیں جن کے ذریعہ وہ لوگ دین سے بے زار ہو جائیں یا کم از کم ان شکوک و شبہات کی وجہ سے

دین میں سست ہو جائیں۔ ایسے ہی ایک شخص سے میرا بھی واسطہ پڑا۔ ان صاحب نے ایک ہی سانس میں اپنا تعارف یوں کروایا کہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات ہوں اور وکالت کی سند بھی ہے۔ ساتھ ساتھ دین میں کافی ریسرچ کی ہے۔ اس میں میرا بڑا وسیع نالج ہے۔

### میں اہل حدیث ہوں

اور بتایا کہ میں اہل حدیث ہوں۔ میں نے کہا ابھی ابھی آپ کا بڑا بھائی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے جو کہ رہا تھا کہ میں اہل قرآن ہوں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ اہل قرآن کا لفظ اسلامی دور میں حافظ قرآن کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ان کے فضائل سے ہمیں انکار نہیں۔ مگر انگریز کے دور میں یہ نام منکرین سنت کا رکھا گیا جو ایک گمراہ فرقہ ہے اور اس مقدس نام سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ کبھی بکتا ہے کہ جب قرآن پچا تو اہل قرآن بھی سچے۔ کبھی بکتا کہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن میں سب صحابہ اہل قرآن تھے۔ کبھی حافظ قرآن کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کر کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسی طرح اسلامی حکومتوں میں اہل حدیث محدثین کو کہا جاتا تھا۔ محدثین سنہ کی تحقیق کرتے تھے لیکن انگریز کے دور میں ”اہل حدیث“ منکر فقہ کو کہا جانے لگا اور ان لوگوں نے بھی عوام کو اس قسم کے دھوکوں میں ڈالا کہ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ سب صحابہ اہل حدیث یعنی فقہ کے منکر تھے اور کبھی محدثین کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں جو واقعہ کا نہایت بے موقع استعمال ہے۔ میں نے پوچھا جب آپ محدث نہیں ایک حدیث کی ایک سنہ کی بھی محققین تک آپ نے نہیں کی تو پھر آپ اہل حدیث کس لئے کہلاتے ہیں؟ کہنے لگے کہ صرف اور صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں فقہ اور کسی امتی کی رائے کو نہیں مانتے اس لئے ہم اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک تو تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا

ہے۔ حدیث کے کہتے ہیں؟ کہنے لگے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر یعنی جو بات یا کام آپ کے سامنے ہوا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے جو حدیث کی تعریف بیان فرمائی، یہ قرآن پاک کی کس آیت کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگے کہ کسی آیت کا بھی نہیں۔ میں نے پوچھا یہ تعریف کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگے کہ کسی کی بھی نہیں، میں نے پوچھا کہ یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، آپ نے کہاں سے لی؟ کہنے لگے کہ کسی امتی نے یہ تعریف بیان کی ہے۔ مگر تجھے یاد نہیں کہ سب سے پہلے یہ تعریف کس امتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے سو سال بعد فرمائی میں نے کہا آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ہم اس لئے اہل حدیث ہیں کہ صرف اللہ و رسول کی بات مانتے ہیں کسی امتی کی بات نہیں مانتے؟ آپ نے تو حدیث کی تعریف ہی کسی امتی سے چوری کی ہے تو اب آپ اہل حدیث تو نہ رہے۔ اس کا جواب ان کے پاس نہ تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا قرآن پاک کی تمام آیات کی طرح تمام احادیث متواتر اور قطعی الصحت ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ نہ سب احادیث متواتر ہیں نہ سب صحیح بہت سی احادیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ میں نے کہا آپ مجھے صرف ایک حدیث ایسی لکھوائیں جس کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو اور ایک حدیث ایسی جس کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف یا من گھڑت فرمایا ہو انہوں نے ایک حدیث کو بھی اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا نہ ضعیف نہ من گھڑت میں نے پوچھا کہ پھر تم کسی حدیث کو صحیح، کسی کو حسن، کسی کو ضعیف، کسی کو من گھڑت کس دلیل سے کہتے ہو؟ کہنے لگے ہم اپنی رائے یا کسی امتی محدث کی رائے سے احادیث کو صحیح و ضعیف وغیرہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر آپ اہل الرائے یا اہل الرائے کے مقلد ہوئے۔ اہل حدیث تو نہ ہوئے۔ اب تو وہ بہت ٹھہرائے اور کہنے لگے کہ آپ کے ہاں احادیث کے صحیح و ضعیف



ہونے کا کیا پیمانہ ہے؟ میں نے کہا جس حدیث کو چاروں ائمہ مجتہدین نے قبول کر لیا اور سب کا اس پر متواتر عمل ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس حدیث کو اللہ و رسولؐ نے نہ تو صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ ہاں امت کے اجماع کی وجہ سے اس کی صحت میں شک نہیں اور جن مسائل کی احادیث میں اختلاف ہے ان میں سے جس پہلو کی احادیث پر مجتہد اعظم نے عمل فرمایا اور احناف کا اس پر متواتر عمل ہے اس کو ہم صحیح مانتے ہیں کیونکہ ہمارے امام نے فرمایا ہے میرا مذہب صحیح حدیث پر ہے اور مجتہد کا کسی حدیث کے موافق عمل کر لینا اس مجتہد اور اس کے مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً اس حدیث کو اللہ و رسولؐ نے نہ صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف اور جہاں اللہ و رسولؐ سے رہنمائی نہ ملے وہاں اللہ و رسولؐ نے مجتہد کو اجتہاد کا حق دیا ہے۔ ہمارے امام صاحب نے اپنے اعتبار سے اس حدیث میں مذکور مسئلہ کو قبول فرمایا۔ اب اگر ان کا اجتہاد صواب ہے تو انکو دو اجر ملے اور اگر خطا ہے تو ایک اجر ملا اور عمل یقیناً اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ ہمارے امام کے اس اجتہاد کے خلاف اگر کوئی شخص اللہ و رسولؐ سے صراحتاً ثابت کر دے کہ جس حدیث کو امام نے اپنے اجتہاد سے صحیح مان لیا ہے۔ اللہ یا رسولؐ نے اس حدیث کو من گھڑت فرمایا ہے تو ہم اپنے امام کا اجتہاد چھوڑ کر اللہ و رسولؐ کی بات مان لیں گے۔ لیکن ہمارے خیر القرون کے مجتہد اعظم نے جس کو قبول فرمایا۔ مابعد خیر القرون کے کسی بھی ائمہ کی رائے سے ہم اپنے امام کے اجتہاد کو ترک نہیں کریں گے۔ ہمارا احادیث کے رد و قبول کے بارے میں یہ طریق کسی قرآنی آیت یا حدیث کے خلاف ہو تو آپ بتائیں۔ ہم تہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ رہا جناب کا یہ فرمان کہ ہم اپنی رائے یا کسی دوسرے غیر مجتہد ائمہ کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف سمجھتے ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک تو صرف خدا اور رسول کی بات دلیل ہے اور آپ

یقیناً نہ خدا ہیں اور نہ رسولؐ نہ ہی آپ کا غیر مجتہد امتی خدا ہے نہ رسولؐ نہ تو آپ کو تو نہ کسی حدیث کو صحیح سمجھنا چاہئے نہ ضعیف اور ہم اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ نہ ہم آپ کو خدا مانتے ہیں اور نہ رسولؐ نہ اجماع نہ مجتہد۔ آپ خود ہی فرمادیں آپ جو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق مانو تو آپ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں یا رسولؐ؟ آپ زبان سے صاف تو نہیں کہتے کہ ہم خدا یا رسولؐ ہیں لیکن جب اجماع اور مجتہد کے مقابلہ میں ہم آپ کی تحقیق نہ مانیں تو آپ کی طرف سے شور مچاتا ہے کہ انمول نے خدا و رسول کی بات نہیں مانی۔ اب آپ ہی سوچیں کہ آپ کا یہ شور کس قدر خطرناک ہے۔ اب تو صاحب سہارو نہ ہوں نہ ہاں۔ میں نے پوچھا کہ محدثین نے ایک جہت سے حدیث کی تین قسمیں بتائی ہیں۔

### مرفوع

وہ حدیث ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

### موقوف

وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

### مقطوع

وہ حدیث جس میں تابعی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔ ہم اہل سنت والجماعت اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں۔ کیا آپ بھی حدیث کی ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں؟ انمول نے کہا ہرگز نہیں۔ ہم صرف ایک پہلی قسم کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ جو حدیث کی تینوں قسموں کو ماننے اس کو اہل الرائے سمجھتے ہیں اور جو دو تہائی احادیث

کے ماننے سے انکار کر دے اس کو اہل حدیث کہنا چاہئے؟ وہ بہت جھلے کہ آپ بات بات پر آیت اور حدیث پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آپ نے یہی دعویٰ فرمایا تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ اب آپ کو شدید احساس ہو رہا ہے کہ جس طرح آپ کے بھائی اہل قرآن اس دعویٰ پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم ہر مسئلہ صراحتاً قرآن مجید سے دکھا سکتے ہیں اسی طرح آپ بھی اس دعویٰ پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم صرف اور صرف قرآن و حدیث سے ہر ہر مسئلہ کا صراحتاً جواب دے سکتے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ محدثین نے صحیح حدیث کی دس قسمیں بیان فرمائی ہیں (مقدمہ نوی) جس میں مرسل احادیث اور بعض مدلسین کی معنعن احادیث کو بھی صحیح کی اقسام میں شامل کیا ہے۔ ہم ان پوری دس قسم کی احادیث کو مانتے ہیں اور اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ کیا آپ بھی پوری دس قسم کی احادیث کو صحیح مان کر ان پر عمل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں ہم تو صرف ان دس اقسام میں سے پانچ کو مانتے ہیں اور پانچ قسم کی احادیث کو من گھڑت اور بناوٹی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش ایسی کر سکتے ہیں جو یہ بتلائے کہ جو شخص تمام احادیث صحیحہ کو مانے وہ تو اہل الرائے ہے اور جو پوری ڈھٹائی سے نصف احادیث کو ماننے سے انکار کر دے اس کو اہل حدیث کہنا چاہئے۔ شاید ”برعکس سند نام زدگی کا فور“ کی مثال آپ پر ہی فٹ آجائے۔

### ایک اور بہانہ

میں نے کہا کہ آپ کے مولانا محمد یوسف جے پوری کی ایک کتاب ”حقیقت الفقہ“ ہے اس میں باقاعدہ ایک عنوان ہے ”اہل کوفہ کی حدیث دانی“ اس میں فرماتے ہیں کہ اگر اہل کوفہ ہزار حدیثیں سنائیں تو ۹۹۹ تو اٹھا کر پھینک دو اور باقی ایک میں بھی شک رکھنا کبھی صحیح نہیں نہ کرنا۔ انہوں نے فوراً کہا اہل کوفہ کی حدیث

سے کیا تعلق؟ میں نے کہا آئیے تجربہ کر لیں، میں صحاح ستہ سے احادیث پیش کروں گا جس کی سند میں ایک ابھی کوئی آجائے اس کو صحاح ستہ سے نکلے جانا۔ تو جلدی سے بولے کہ پھر صحاح ستہ میں کیسے کیسے گا؟ وہاں تو خاک اڑنے لگی۔ میں نے کہا کوئی آیت یا حدیث ایسی ہے کہ وہاں کوفہ کی روایت کردہ سب احادیث صحیحہ کو صرف اس لئے رد کر دے کہ اس کا راوی کوئی ہے وہ تو اہل حدیث کھلائے گا اور جو سب صحیح احادیث کو مانے خواہ راوی اہل کوفہ ہوں خواہ اہل حجاز اسکو اہل الرائے کہنا۔

### لفظ مولانا کی تحقیق

اب وہ صاحب میرے کسی سوال کے جواب میں بھی نہ تو کوئی آیت پڑھ سکتے تھے نہ حدیث۔ بہت پریشان بیٹھے تھے اور نہ احادیث صحیحہ کے انکار اور انکار کرنے والوں کو اہل حدیث ثابت کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو اس موضوع کو چھوڑ کر دوسری بات شروع ہو۔ میرے منہ سے مولانا کا لفظ نکلا تھا کہ بس انہوں انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ تو یہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مولانا کہنا شرک ہے۔ کفر ہے۔ میں نے کہا دیکھئے یہ آپ کے مسلک کی کتاب ”توضیح الکلام“ ہے۔ اس میں لکھا ہے مولانا ارشاد الحق اثنی، پھر لکھا ہے مولانا عزیز زبیدی، اور صلوة الرسول، پ لکھا ہے مولانا محمد صادق سیالکوٹی، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد عبداللہ ثانی، مولانا نور حسین گرجا کھی، مولانا احمد دین گکھڑی، مولانا محمد گوندلوی کیا یہ سب مشرک تھے؟ ذرا فتویٰ سوچ کر لگانا چاہئے۔ انہوں نے فوراً کہا میں ان کو نہیں مانتا۔ میں نے پوچھا کیا نہیں مانتا ان کو مسلمان نہیں مانتا؟

انہوں نے کہا میں ان کو خدا، رسول نہیں مانتا۔ میں نے کہا میں نے ان کو خدا رسول کہہ کر تو نہیں پیش کیا۔ یہ آپ کے غیر مقلد علماء میں اور مولانا میں کیا ان کو آپ نام بنام مشرک کہتے ہیں؟ کیونکہ ان کے ہاں مولانا کہنا جائز ہے۔ انہوں نے کہا وہ کوئی خدا نہیں کہ میں ان کی بات مانوں۔ میں نے کہا کیا تم خدا ہو کہ ہم تمہاری بات مانیں کہ

مولانا کھنا شرک ہے۔ انہوں نے کہا میں تو ہر اس شخص کو مشرک کہتا ہوں جو خدا کے سوا کسی کو ملانا کہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہو کل علی مولاہ

(۷۶:۱۶) وہ اپنے آقا پر لوجہ ہے۔ اللہ نے آقا کو قرآن میں غلام کا مولا فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ مشرک ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن عارثہ کو فرمایا انت اخونا و مولانا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸) بلکہ غلاموں کو فرمایا کہ وہ اپنے آقا کو

کہیں سیدی و مولائی (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۳) البدایہ النہایہ جلد ۹ صفحہ ۲۶۶) سیر اعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۵۴۳) کیا اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

اور یہ سب لوگ مشرک ہیں۔ اب قرآن و حدیث سامنے ہے کیا کہتے! خاموش ہو گئے تو پھر میں اصل بات کی طرف آیا کہ آپ کے ہاں احادیث صحیحہ کے رد

کرنے کی عجیب و غریب شرائط ہیں۔ کسے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں "لیس مداحین جو قصہ واپس بلا سند صحیح کے فضیلت میں امام صاحب کے نقل

کرتے ہیں امام صاحب تک سند صحیح متصل مسلسل کے نہیں پہنچتا" (معیار الحق صفحہ ۱۹) جب ایک تاریخی واقعہ کے لئے آپ کے شیخ الکل نے یہ تین شرطیں لگائی

میں تو حدیث کا معیار تو تاریخ سے بہت بلند ہے۔ پہلی قید صحیح کی لگانی جس سے حسن احادیث خارج ہو گئیں۔ سب کا انکار ہو گیا۔ دوسری قید متصل کی لگانی جس

سے معلقات، مقطعات اور مراسیل سب نکل گئیں اور احادیث کی ان سب اقسام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تیسری قید مسلسل کی لگانی یعنی سند کے ہر ہر راوی کا جب

تک مسلسل اسی پر عمل ثابت نہ ہو گا اس حدیث پر عمل جائز نہ ہو گا اس شرط پر تو شاید ہزار میں سے ایک حدیث بھی قابل عمل نہ رہے۔ میں نے کہا یہ تینوں قیدیں

کسی آیت یا حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے (بخاری و مسلم) لیکن ان کی قسمت

میں کہاں تھا کہ یہ شرطیں کتاب و سنت سے ثابت کرتے ہیں نے کہا آپ کی

مسجد میں اختلافی مسائل پر اشتہار لگے ہوئے ہیں جن میں سب میں یہ شرط ہوتی ہے کہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو۔ دیکھئے صحیح کی قید سے حسن لکل گئی صریح

کی قید سے دلالت کی باقی سب قسموں کا انکار ہو گیا۔ دیکھئے قادیانی بھی یہی شرط لگاتے ہیں کہ صریح حدیث دکھاؤ کہ آپ کے بعد غیر تشریف ہی نہیں آئے گا اور

صریح لفظ دکھاؤ کہ عیسیٰ، محمد غصصی (اسی خاکی جسم کے ساتھ) چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس طرح انہوں نے "ختم نبوت" اور "حیات نزول مسیح" کی متواتر

احادیث کا انکار کر دیا کہ جو لفظ ہم نے مانا ہے وہ آپ نبی سے نہیں کہلو اسکے اور جو الفاظ خود حضرت نے فرمائے ہیں ان کو ہم نہیں مانتے کہ صریح نہیں اور مرفوع کی قید

سے موقوفات اور مقطوعات کا انکار ہو گیا۔ کیا آپ اپنی اسی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صریح مرفوع غیر مجروح سے ثابت کر سکتے ہیں کہ دلیل صحیح صرف اور

صرف حدیث صحیح، صریح، غیر مجروح میں ہی منحصر ہے؟ دیدہ باید۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کے لئے آپ ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ کم از کم ۵۰ فیصد احادیث کا انکار

ہو جائے۔

### منوع احادیث

پوری امت کا اتفاق ہے کہ منوع احادیث پر عمل جائز نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف نے فرمایا تھا کہ لیس علی العامی العلل بالحديث لعدم علمه بالناسخ والسنسوخ

(معیار الحق صفحہ ۳۰ بحوالہ بخاری) کہ عافی کے لئے فقہاء کی رہنمائی کے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو ناخ منوع کا علم نہیں اس لئے فقہاء سے

تحقیق کرنے کے بعد ناخ پر عمل کرے اور منوع پر عمل نہ کرے مگر آپ کے "شیخ الکل" فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کے ایک حدیث کو

تحقیق کر کے اس پر عمل کرے تو نہایت یہی ہو گا کہ وہ حدیث منوع ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص ساتھ عمل کرنے میں ساتھ اس حدیث کے گنہگار نہ ہو گا اور وہ عمل

اس کا باطل ادب قابل اعادہ کے نہ ہو گا۔ (معیار الحق صفحہ ۳۱) (اردو بہت قدیم ہے  
..... بھننا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی اہل علم اپنی طاقت بھر تحقیق کر کے کسی حدیث پر عمل کرے  
تو زیادہ سے زیادہ یہ سو سکتا ہے کہ وہ حدیث منوع ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود وہ نگہ گار ہوگا  
نہ اس کا عمل باطل ہوگا۔)

اب دیکھئے! اس سنت کی ضد میں منوع احادیث پر بھی عمل کرنے کی اجازت دے دی۔ اس لئے آج کل ان حضرات کی اصطلاح میں منوع احادیث پر عمل کرنے والا اہل حدیث کہلاتا ہے اور نفاق حدیث پر عمل کرنے والا اہل الرائے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرتہ سزا کرے

غیر مقلدین کی فقہ

کہنے لگے کہ اہل حدیث ضد نہیں کرتے میں نے کہا آپ کا مطالعہ بہت ناقص اور محدود ہے۔

(۱) ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے بدن کا پاک ہونا شرط ہے۔ ناپاک آدمی نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوتی مگر آپ کے نواب صدیق حسن خان نے محض صند سے اس صحیح مسئلہ کا انکار کر دیا اور لکھ دیا کہ یہیں مصلیٰ یا نجاست بدن اشرم است (بازش باطل نیست) (بدروالابلہ صفحہ ۳۸) یعنی جسم پر گندگی (انسان کا پیشاب وغایت) اگر ہو تو گناہ تو ہو گا لیکن اس کی نماز باطل نہیں ہو رہے گی۔ فرمائیے اس کو مدد نہ کریں تو کیا نہیں۔

(۲) ہمارے ہاں شرائط نماز میں سے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ہے مگر خدا اُمتد کا برا سے یہاں بھی لکھ دیا۔ ہرگز درجہ نامہ پاک نماز گزار نماز صبح باشد (عرف ادوی صفحہ ۲۲) یعنی پوش شخص گندے (مثلاً حیض کے خون سے لت پت) کپڑوں نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔

۱) ہمارے ہاں نماز کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی جگہ کا پاک ہونا بھی شرط

ہے۔ گندی جگہ پر نماز نہ ہوگی، مگر اس کا بھی محض خدے سے انکار کر دیا گیا۔ فرماتے ہیں:

”طہارت مکان واجب است نہ شرط صحت نماز (عرف الجبادی صفحہ ۲۱۰) کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کی کوئی شرط نہیں۔

(۲) اسی طرح ہمارے ہاں نماز کی حالت میں شرمگاہ کا ڈھکھارہنا شرط ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ مگر قربان جانیے ضد کے، لکھتے ہیں ہر کہ دو نماز عورتیں نمایاں شد نماز صبیحہ باشد (عرف الجاوی صفحہ ۲۲۰) یعنی حالت نماز میں جس کا ستر کھلا رہے اس کی نماز بالکل صحیح ہے۔

(۵) اسی طرح نماز کے لئے شرط ہے کہ نماز کا وقت ہو، وقت ہونے سے پہلے نماز نہیں ہوتی۔ مگر یہ کھد دیا گیا کہ اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز ظہر کے ساتھ ٹھہرے۔ (فتاویٰ شانیہ جلد ۱ صفحہ ۶۳)

(۶) ہمارے ہاں کفار کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں مگر نواب وحید الزمان نے صاف لکھا ہے کہ کافر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ رانے کی ضرورت نہیں۔ (نزل اللبرار جلد ۱ صفحہ ۱۰) آپ کے شیخ الاسلام مولانا شاہ اللہ صاحب کافوی بھی تھاکہ مرزا یوں کے پیچھے نماز جائز ہے، بلکہ آپ مرزا یوں کے پیچھے نماز پڑھ بھی لیا کرتے تھے۔ (فیصلہ مکہ ۲۶) اور آپ کے مناظر اسلام مولانا عنایت اللہ اثری بھی مرزا یوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔

## فقہ کی مخالفت

وہ صاحبِ فرمانے لگے فقہ کی مخالفت کون سا کفر ہے؟ بلکہ فقہ کی مخالفت تو کرنی ہی چاہیے تاکہ لوگ فقہ کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا فقہ کے یہ مسائل کتاب و سنت پر مبنی ہیں ان کی مخالفت کتاب و سنت کی مخالفت ہے۔ میں نے کہا آپ یہ جہاد اپنی مساجد میں شروع فرمائیں گے کہ بھی فقہ کی مخالفت کرنی ہے اس لئے عصر کے وقت چونکہ مالکی تھلینے سے عصر کی نماز ہونے ایک بڑے ٹھوس نماز کی جگہ پر

پاخانہ لیسپ لیں، جسم کو پیشاب سے غسل دے لیں، کپڑوں کو حیض کے خون سے رنگ کر پھین لیں مگر شرم گاہ آئینی رکھیں اور نماز کا امام بھی لالہ آتما رام کو بنالیں اور نماز کے شروع اور آخر میں نعرے لگائیں کہ فتنہ کی مخالفت کوئی کفر نہیں۔ قدم بڑھائیے اور فتنہ کی مخالفت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کیجئے۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

### نبی کی مخالفت

وہ صاحب بڑے چمک کر بولے کہ آپ لوگ کلمہ نبی صلی اللہ علیہ و سلم کا پڑھتے ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کے خلاف امام ابو حنیفہ کی باتیں مانتے ہیں۔ میں نے کہا بھی آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر اس خالق کے خلاف مخلوق رسولؐ کی باتیں مانتے ہیں۔ قرآن پاک کی مخالفت اہل حدیث کا اور حنا چھونا ہے۔ یہ لوگ تلاش کر کر کے ایسی احادیث پر عمل کرتے ہیں جو قرآن پاک کے خلاف ہوں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہماری اصول فتنہ کی کتابوں سے صرف ایک مستند حوالہ پیش کریں کہ اس میں تحریر ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم کے خلاف امام ابو حنیفہ کی بات ماننا چاہئے یا کسی کتاب کا حوالہ دیں کہ فلاں حنفی امام نے کہا ہو کہ نبی پاک صلی علیہ و سلم کا حکم تو یہ ہے مگر میں نبی کے حکم کے خلاف امام ابو حنیفہ کی بات مانتا ہوں۔ حوالہ لائیے یا جھوٹ سے باز آئیے۔ انہوں نے کہا دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تھا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور تم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ امام ابو حنیفہ کی بات مانتے ہو؟ میں نے کہا عزیز یہ آپ کی بات ہے کسی حنفی نے یہ نہیں لکھا کہ ہم اس مسئلہ نبی پاک کی بات نہیں مانتے امام صاحب کی بات مانتے ہیں۔ آپ اپنی بات حوالہ پیش فرمائیں۔ اب ہماری بھی سن لیں ہم کہتے ہیں کہ یہاں حنفی پوری حدیث کو مانتے ہیں

اور غیر مقلد ادھوری کو اور یہ کتنا ظلم ہے کہ جو پوری حدیث کو مانتیں ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے اور جو ادھوری حدیث مانتیں وہ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں۔ اب سنئے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔ (۱) عن عبادۃ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۶۹ عبد الرزاق جلد ۲ صفحہ ۹۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۰۳۵ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ (۲) وعن ابی ہریرۃؓ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۳۹ (۳) عن ابی سعیدؓ احمد جلد ۳ صفحہ ۱۰۳ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ (۴) وعن عمران ابن حصینؓ ابن عدی صفحہ ۱۳۰ (۵) عن ابن مسعودؓ الانصاریؓ: رواہ ابو نعیم نصب الراية جلد ۱ صفحہ ۳۶۵ (۶) عن جابر ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶) وعن عائشہؓ اکمال جلد ۱ صفحہ ۳۶ (۸) عن جابر ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶)۔ یہ آٹھ صحابہ کرامؓ تو صراحتاً روایت کرتے ہیں کہ جس نماز میں فاتحہ اور زائد قرآن نہ پڑھا جائے اس کی نماز نہیں ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ زائد قرآن پڑھنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جب نماز کی قراءت کے سلسلہ میں احادیث متواترہ میں دو حصے ثابت ہوئے (۱) سورہ فاتحہ اور (۲) مازاد علی الفاتحہ ان دونوں کے نہ ہونے سے آپؐ نے نماز کی نفی فرمائی۔ اب ہم ان دونوں حصوں کا ایک ہی حکم مانتے ہیں کہ سورہ فاتحہ بھی واجب ہے اور مازاد بھی واجب ہے ذرا سوچئے کہ اس کے حکم کی خلاف ورزی غیر مقلد نے کی، یا احناف نے؟ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے فرمان سے جب فاتحہ اور مازاد دونوں کا واجب ہونا معلوم ہوا تو پورے یقین سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ مقتدی پر مازاد علی الفاتحہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی واجب نہیں بلکہ حرام ہے۔ اب غیر مقلدین نے اس حدیث میں مقتدی کو شامل کر کے اس حدیث کا انکار کیا یا نہیں؟ کیونکہ اگر اس حدیث میں مقتدی بھی شامل ہو تو اس پر مازاد علی الفاتحہ بھی واجب ہوگی جبکہ غیر

مقلدین مقتدی پر باراد علی الفاتحہ کو حرام کہتے ہیں۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ حنفی احادیث پوری کی پوری مانتے ہیں اور غیر مقلدین ان احادیث کو بھی ادھوری مانتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ ہم نے حدیث کو مانا اور احناف نے حدیث کے خلاف امام کے قول کو مانا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹے وسوسوں سے محفوظ فرمائیں۔

### مقتدی کی سورہ فاتحہ

انہوں نے کہا پھر تم کیوں کہتے ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ کے ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا آپ بھی بتائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ احادیث کے حکم میں آپ کے نزدیک مقتدی بھی شامل ہے پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ مقتدی کی نماز بغیر مازاد کے ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ آپ ہمارے مسلک کو جانتے تک نہیں جیسے صرف خطیب خطبہ پڑھتا ہے باقی سب خاموش رہتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم نے بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھا ہے بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خطبے والا جمعہ پڑھا ہے کیونکہ خطیب کا خطبہ ہم سب کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ امام کی قراءت (فاتحہ وسورت) سب کی طرف سے ہو گئی تو مقتدی کی نماز بھی فاتحہ وسورت کے ساتھ ہوئی ہے۔ وہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدیوں کی بھی قراءت ہے۔ (۱) (عن جابرؓ موطا جلد ۵ صفحہ ۹۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ صفحہ ۳۰۷) (۲) (ابوداؤد (دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲۲) (۳) عبد اللہ بن شہاد ابن الماد موطا جلد ۹۸ (۴) عن ابی ہریرہ (کتاب القراءۃ) صحابہ کرام اور بہت سے تابعین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ بھی ایک حدیث پیش کریں کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی نہیں اور کسی حنفی کتاب سے یہ دکھائیں کہ حنفی نے کہا ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ وسورت کے ہو جاتی ہے، ورنہ جھوٹ سے توبہ کیجئے۔ یہ سن کر وہ صاحب کھٹے لگے کہ یہ احادیث صحیح ہیں؟ میں نے کہا اللہ ورسول نے ان کو صحیح فرمایا ہے اور نہ

ضعیف۔ ہمارے امثالہ نے بالافتاح ان کو تسلیم کر کے ان کے موافق فتویٰ دیا ہے تو ہمارے امثالہ کے نزدیک یہ احادیث بالافتاح صحیح ہیں۔ ہاں اگر اللہ یا رسول سے ان کا ضعف ہونا ثابت کر دیں تو ہم اپنے امثالہ کا قول چھوڑ دیں گے لیکن آپ چاہیں کہ آپ جیسے نااہلوں کے کہنے سے ہم امثالہ کی تحقیق کو چھوڑ کر آپ جیسے نااہلوں کی تقلید کر لیں تو اس سے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اذ اوسد الاموال غیر اھلہ فانظروا الساعة (منتفق علیہ) گویا جب نااہل لوگ دخل اندازی کرنے لگیں تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ آہ آج آپ جیسے نااہل لوگوں کی دخل اندازی سے دین اسلام پر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائیں۔

### مکہ مدینہ والا دین

اب وہ صاحب بڑے پریشان ہوئے لیکن اصل موضوع سے بھاگ نکلنا اس فرقے کا کمال ہے۔ فرمانے لگے کہ ہمارا دین کے مدینے والا ہے اور تمہارا کوئے کا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بڑے بھائی بھی یہی کہتے ہیں یعنی اہل قرآن کے ہمارا دین کے مدینے کا ہے کیونکہ قرآن کی بعض سورتوں پر یکہ لکھا ہے اور بعض پر مدنیہ اس قرآن کے مقابلہ میں صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب بھی اہل مدینہ کی لکھی ہوئی نہیں۔ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن کی بات آپ کے مقابلہ میں زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ نے تو مدینہ منورہ میں خیر القرون کے تبع تابعی مجتہد امام مالک کی لکھی ہوئی حدیث کی کتاب کو صحاح ستہ سے خارج کر دیا جبکہ اہل کوفہ نے باقاعدہ اس حدیث کی کتاب کو روایت کیا، دیکھو امام محمد کی موطا، یہ عجیب انصاف ہے کہ جو مدینہ کی کتاب کو روایت کریں ان کا دین مدینے والا نہ ہو اور جو مدینہ کی کتاب کو پیچھے دھکیلیں وہ مدینے والے بن جائیں۔

تقویر تو اسے چرخ گرداں تقویر

## اہل مدینہ کی مخالفت

----- آئیے دیکھیں آپ کا مدینہ والا دین کیسا ہے؟

(۱) آپ کے ہاں وضو میں صرف پگڑی پر مسح جائز ہے (الروضة الندیہ جلد ۱ صفحہ ۲۹) اور امام مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف پگڑی پر مسح جائز نہیں (موطا صفحہ ۲۳) بلکہ فرمایا جو پگڑی پر مسح کرے اس کی نماز نہیں ہوتی (المدوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶) دیکھئے مدینہ والے نے آپ کے وضو کو صحیح سمجھتے ہیں نہ آپ کی نماز کو۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تیمم کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک ضرب سے چہرہ کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کھنپوں سمیت۔ (موطا صفحہ ۳۲) لیکن اہل مدینہ کا مذہب چھوڑ کر بخارا کا مذہب قبول کیا کہ تیمم میں ہاتھوں کا مسح صرف تھپیوں کا ہو (بخاری صفحہ ۴۸) اور تیمم کی ضرب ایک ہو (بخاری صفحہ ۵۰)

(۳) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ نماز میں ہاتھ لٹکائے جائیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کندھوں تک اٹھا کر پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں کھنی کو پکڑ کر سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ مذہب نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اہل مدینہ کا ہے۔

(۴) آپ لوگ کہتے ہیں کہ جو مقتدی جہری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے اٹھو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراۃ فاتحہ وسورت نہ کرے (موطا صفحہ ۶۸)

(۵) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی آئین آہستہ کھیں اور امام آئین نہ کھے اور اکیلا نمازی آئین کہ لے لو کوئی مضائقہ نہیں (المدوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷) آپ کے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں پکار کر آئین کھیں (دستور التلقی صفحہ ۱۱) اور امام جماعت غرباء اہل حدیث مفتی عبدالستار صاحب فرماتے ہیں "جو ناعاقبت اندیش وقتہ انگیزا و نچی آئین سے چڑھے اور کھنے والوں سے حسد کرے

وہ یقیناً یہودی ہے۔" (فتویٰ آئین باہر صفحہ ۳۳)

(۶) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت نماز میں سمت کر رہے گی اور اپنی رانیں اور بازو کھول کر نہیں رکھے گی۔ پس عورت اپنے جلسہ اور سجدہ دونوں میں خوب ملی ہوئی اور سٹے ہوئی ہوگی (الرسالہ بحوالہ نصب العیود صفحہ ۵۰) لیکن آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ (دستور التلقی صفحہ ۱۵۱، صلوۃ الرسول صفحہ ۱۹۰) پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہمارا دین مدینہ والا ہے۔

(۷) موطا امام مالک صفحہ ۱۳۹ سے ظاہر ہے کہ جو شخص نماز باجماعت کے رکوع میں شامل ہو اس کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ وہ رکعت شمار نہیں ہوتی۔ (عرف الجالیہ صفحہ ۲۰) نزل اللار جلد ۱ صفحہ ۱۳۲

(۸) موطا صفحہ ۱۱۱ سے ظاہر ہے کہ امام فجر کی جماعت کر رہا ہو تو آنے والا پہلے وتر پڑھ سکتا ہے مگر غیر مقلدین اہل مدینہ کے اس مسئلہ کو غلط کہتے ہیں۔ (صلوۃ الرسول صفحہ ۳۵)

(۹) امام مالک فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف ہے اور فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو پچا نانا تک نہیں۔ (المدوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷) لیکن غیر مقلدین نے تقریر و تحریر اور چیلنج بازیوں نے اس مسئلہ پر کتنا اودھم مچا رکھا ہے۔

(۱۰) ابن القاسم فرماتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد کسی تکبیر کے ساتھ رفع یدین جائز نہیں۔ (المدوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷) مگر آپ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

(۱۱) امام مالک فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت پر (قرآن پڑھنا) ہمارے شہر (مدینہ طیبہ) میں اعمل نہیں، نماز جنازہ صرف دعا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے اہل علم

کو اسی پر پایا ہے۔ (الردوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۴) مگر غیر مقلدین کا کہنا ہے اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۲ صفحہ ۱۸)

(۱۲) نماز جنازہ ۲ ہست آواز سے پڑھی جائے اس میں علمائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، مغنی لابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۶) لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۹)

(۱۳) امام مالک فرماتے ہیں کہ میں جنازہ کے مسجد میں رکھے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں (الردوۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۴) مگر غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا سنت ہے اور اس سے انکار کرنا سنت کی مخالفت ہے۔ (بلخ السبین صفحہ ۵۵۳ بحوالہ ستاریہ جلد ۲ صفحہ ۳۱)

(۱۴) امام مالک ایک رکعت وتر کے بعد فرماتے ہیں ہمارے ہاں اس پر بالکل عمل نہیں ہے کم از کم دو تین رکعت ہیں۔ (موطا صفحہ ۱۱۰) جبکہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ تین وتر پڑھنے جائز ہی نہیں۔ (عرف الجاوی صفحہ ۲۳)

(۱۵) امام مالک قرآن کی آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ گھوڑا حلال نہیں۔ (موطا صفحہ ۴۹۳) مگر غیر مقلد ہر سال کسی نہ کسی جگہ گھوڑے کی قربانی کا ٹھڑک پراپلے ہیں۔ (۱۶) امام مالک کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں۔ (موطا صفحہ ۳۹۴) مگر غیر مقلدین چوتھے دن قربانی کرتے ہیں۔

(۱۷) امام مالک فرماتے ہیں کہ رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے میں نے کسی ایک بھی اہل علم وفقہ کو رکھتے نہیں دیکھا اور اسلاف سے کسی کا یہ روزہ رکھنا مجھے نہیں پہنچا ہے بلکہ اہل علم ان کو مکروہ سمجھتے ہیں اور ان کے بدعت ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اہل جہالت و جفا کشی ان کو رمضان کے ساتھ نہ ملا لیں۔ (موطا صفحہ ۴۹۳)

(۲۵۶) غیر مقلدین امام کے ارشاد پر بہت واویلا مچاتے ہیں۔

(۱۸) امام مالک خیار مجلس کی حدیث لکھ کر فرماتے ہیں: ویس لہذا عندنا حد معروف لامر معمول بہ فیہ (موطا صفحہ ۶۰۵) کہ نہ خیار مجلس کی ہمارے ہاں کوئی حد معروف ہے اور نہ ہی ہمارے ہاں اس پر عمل ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر بہت شور و غوغا مچاتے ہیں۔

(۱۹) موطا امام مالک صفحہ ۵۱۰ تا صفحہ ۵۲۱ روایات سے ظاہر ہے کہ امام مالک ایک کلمہ سے بھی تین طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین بالکل نہیں مانتے۔ (۲۰) رکعات تراویح میں ۲۰ رکعت کے ترویجوں میں ۱۶ نوافل کے بھی امام مالک قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین اس کو بالکل نہیں مانتے۔

میں نے کہا اہل مدینہ سے نہ آپ کا وضو ملے نہ تیمم نہ نماز نہ نماز جنازہ نہ حلال حرام اور نکاح و طلاق میں ان سے اختلاف کرتے ہو پھر عوام کو مغالطہ دیتے ہو کہ ہمارا دین مدینے والا ہے۔ کیا اس جسارت سے جھوٹ بولنے پر آپ کو کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم کو ایک دین اللہ کے ہاں ایک ایک بات کا حساب دینا ہے جہاں نہ زور چلے گا نہ زور اچھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت گنہگاروں کو آزاریں دیتی ہے کہ آؤ توبہ کر لو۔

### کتاب و مدینہ

آپ کی مکمل دین پر ایک کتاب بھی نہ مکہ میں لکھی گئی اور نہ مدینہ میں۔ اور کوفہ میں دین اسلام ان صحابہ کے ذریعہ آیا جو مکہ مدینہ سے آئے تھے۔ علامہ علاؤ الدین نے مدینہ منورہ میں روضہ پاک پر بیٹھ کر ایک جامع اور مکمل کتاب ”در مختار“ تحریر فرمائی۔ اس میں لکھتے ہیں: الحاصل قرآن پاک کے بعد امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ اور اس کی یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا ہی مذہب پھیلے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ امام نے کوئی



قول ایسا نہ فرمایا جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو (یعنی سب ائمہ آپ ہی کے خوشہ چین ہیں) اور تیسری دلیل یہ ہے کہ امام صاحب کے زمانہ سے آج تک سلطنت اور قضاء کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں۔ علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خلافت عباسیہ جن کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے، اس میں اکثر قاضی و مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں۔ ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی سب کے سب حنفی تھے اور خلافت عثمانیہ بھی حنفی تھی اور ان کے قاضی حنفی، یعنی شامی کے زمانہ تک نو سو سال کے سلاطین اسلام حنفی گزرے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ بھی فرماتے ہیں: در جمیع بلدان و جمیع اقلایم بادشاہان حنفی اندو قضا و اکثر در سان و اکثر عوام حنفی (کلمات طیبات صفحہ ۱۰۷) یعنی تمام ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں اور اکثر قاضی، اکثر مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔ الغرض دوسری صدی سے چودھویں صدی کے وسط تک تقریباً بارہ سو سال حرین شریفین کے خدام حنفی رہے اس کے بعد آج تک حنبلی ہیں۔ اہل قرآن“ اور ”اہل حدیث“ کو کبھی اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کر کے خدمت حرین شریفین کا موقعہ نہیں دیا۔ ان کی حکومت تو کیا ان کا وجود ہی ان مقدس شہروں میں نہیں تھا۔

### مولانا شاہ اللہ کا اعتراف حق

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نے ۲۰ / اکتوبر ۱۹۳۳ء کو ایک اعلان اپنے فرقہ دارانہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کیا اس میں فرماتے ہیں: ”برادران اسلام! جماعت (غیر مقلدین) کے اکثر افراد جانتے ہیں کہ مولانا احمد صاحب دہلوی سات آٹھ سال مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، جب آپ وہاں پہنچے تو اس مقدس شہر کے ساکنین میں سے کسی کو اہل حدیث نہ پایا نہ اس جماعت کا کوئی مدرسہ نہ رہا نہ دیگر کسی خدمت کے آثار اس جماعت کے وہاں موجود ہیں۔ نہ اس جماعت کا وہاں تذکرہ

ہے نہ نام و نشان۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے اس جماعت کے اعمال نامے مدیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے خالی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر دل پر سخت چوٹ لگی اور بے حد افسوس ہوا کہ یہ مرکز اسلام، یہ دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ممکن جہاں دنیا بھر کے مسلمان جمع ہوتے ہیں، وہاں کوئی اہل حدیث کا نام لیا اور مذہب اہل حدیث کا مبلغ نہ ہو؟ کتنی شرم کی بات ہے کہ دعویٰ تو سنت کا اور پھر صاحب سنت مطہرہ کے گھر مدینہ طیبہ میں اس دعوے دار قوم کا کوئی حصہ بھی نہ ہو، افسوس امانند“

اسی طرح کہ کمرہ میں ان کا پہلا مدرسہ دار الحدیث محمدیہ ۱۲ / ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو شروع ہوا۔ اس کے بانی عبدالحق نوناری (احمد پور شرقیہ) تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جیسے مرزا نسیت، پرویزیت عرب ممالک وغیرہ میں پاک و ہند سے گئی اسی طرح غیر مقلدین بھی پاک و ہند سے گئی، جس طرح قادیانیوں اور اہل قرآن کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ان کا دین حجازی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا کھنکا کہ ہمارا دین مکہ دینے سے آیا ہے، ایک زبردست تاریخی غلط بیانی ہے۔ میں نے کہا آپ کو تو مکہ مدینہ سے اتنی بھی نسبت نہیں، جتنی بولوں کہ مکہ کمرہ سے ہے کہ اگر وہاں کے نہیں تو وہاں سے نکالے ہوئے تو ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ اسلام کی پہلی سائرس تیرہ صدیوں میں کسی ایک خلیفہ اسلام، کسی ایک قاضی، کسی ایک امام مسجد حرم یا امام مسجد نبوی حرین شریفین کے کسی ایک خادوم کو بھی کسی مستند تاریخی شہادت سے غیر مقلد ثابت کر سکتے ہیں کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی اور نہ وہ تقلید کرتا تھا، بلکہ غیر مقلد تھا؟ اجتہاد کو کارا بلیس اور مجتہد کی تقلید کو شرک کہتا تھا۔ دہ! بایہ، مردان بکوشید۔

### سلاطین اسلام

انہوں نے کہا آپ نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ تمام سلاطین اسلام حنفی رہے

ہیں۔ یہ درست ہے اور بجائے۔ آخر سلاطین حنفی کیوں نہ ہوتے جبکہ حنفی فقہ نے شراب اور زنا کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ امام ابو یوسف بارون رشید کو خود شراب بنا کر پلاتے تھے۔ اس شراب کا نام ہی ابوسفنی تھا۔ میں نے کہا بہت بڑی جسارت ہے کہ تمام سلاطین اسلام کو زانی اور شرابی سمجھا جائے۔ اتنا کھل کر تو شاید کسی کھلے کافر نے بھی آج تک نہ کہا ہو گا اور اس سے بڑی جسارت یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام کو شراب اور زنا کا جائز قرار دینے والا سمجھا جائے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیر فرمائیں اور آپ لوگ فقہ کو شر اور فقہاء کو اشرار قرار دیں۔

قیام حشر کو نہیں نہ ہو کہ اک کلہی بجنی کرے ہے حضور بلبل لیسان نوا سخی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ اس امت کے افر میں ایسے لوگ آئیں گے جو اس امت کے اسلاف کو لعن طعن کیا کریں گے۔ اس فرمان رسول کی صداقت کا غیر متقلدین نے آنکھوں سے مشاہدہ کروا دیا۔ انہوں نے کہا عالمگیری میں شراب کو جائز سمجھا گیا ہے جو بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے اور شراب ابوسفنی کا ذکر بھی اسی میں ہے۔ میں نے عالمگیری کا اردو ترجمہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں لکھا تھا: ”خمر کے چھ حکم ہیں۔ (۱) اول یہ کہ خمر کا تھوڑا پینا اور بہت پینا سب حرام ہے اور اس سے دوا کے طور پر بھی انتفاع حرام ہے۔ (۲) دوم یہ کہ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (۳) سوم یہ کہ جس طور سے لوگ متناع (فائدہ) حاصل کرتے ہیں مثلاً بیع و سب و غیرہ کے طور پر خمر کے مالک ہو یا دوسرے کو مالک کرنا یہ بھی حرام ہے۔ (۴) چہاں یہ کہ خمر کا تقوم باطل ہو گیا حتیٰ کہ خمر کا تلف کرنے والا ضامن نہ ہو گا۔ یعنی کسی نے کسی کی شراب انڈیل کر ضائع کر دی تو اس کو شراب کی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ (۵) پنجم یہ کہ خمر مشرب پیشاب اور خون کے نجاست غلیظ ہے۔ (۶) ششم یہ کہ اس کے تھوڑا یا بہت پینے سے حد شرعی واجب ہوتی ہے۔“

(عالمگیری جلد ۹ صفحہ ۸۱۲) خدا کا خوف کرو کیا اسی کا نام شراب کی کھلی چھٹی ہے؟ ہمارے ہاں خمر پیشاب کی طرح ناپاک اور آپ کے ہاں خمر پاک (نخل اللہ اور جلد ۹ صفحہ ۴۹) انہوں نے کہا پھر شراب ابوسفنی کا کیا قصہ ہے؟ میں نے کہا ابوسفنی خمر نہیں ہے اس کا نام بیخج یا مشٹ ”عالمگیری“ نے بیان کیا ہے۔ میں نے کہا قاضی ابویوسف ”کا وصال ۸۲ھ میں ہے۔ آپ نے عالمگیری سے حوالہ دیا جو ۱۱۱۸ھ کی کتاب ہے جب کہ نسائی ۳۰۳ھ جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں ہے: عن ابراہیم قال لا باس بنبذ الخمر“ بنبذ یعنی شیرہ کے پینے میں کچھ قباحت نہیں تو اگر قاضی صاحب نے بارون رشید کو شیرہ کے پینے کی اجازت دی تو یہ کس حدیث کے خلاف ہے۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں بیخج کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ اور بخاری ۳۵۶ھ میں ہے کہ حضرت عمرؓ ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ نے طلحہ مشٹ کا پینا درست رکھا ہے۔ (بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۸۰) کیا ان حضرات کو بھی قاضی ابویوسف فتویٰ دے آئے تھے۔ آپ صرف اور صرف ایک حوالہ دیں کہ فقہ حنفی میں خمر کے ایک قطرے کو بھی حلال یا پاک سمجھا گیا ہو ورنہ اس جھوٹ سے توبہ کریں۔

انہوں نے کہا لیجئے میں خمر کا لفظ دکھاتا ہوں در مختار میں صاف کہا کہ خمر میں گندم کو جوش دیا جائے تو وہ کئی بار جوش دے کر سوکھانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ میں نے در مختار دکھائی کہ اس میں ہے جو گیموں شراب میں پکائی جائے وہ بھی پاک نہ ہوگی اس پر فتویٰ ہے۔ (صفحہ ۱۴۲) آپ نے یا تو خیانت کی ہے یا جہالت سے ایسا کہا ہے۔ پھر میں نے نخل اللہ اور دکھائی کہ آپ کے ہاں تو خمر ہی پاک ہے۔ خمر میں پکا یا ہو گیا جیوں پاک ہے۔ بلکہ خمر میں آٹا گوندہ کر روٹی پکائی جائے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ اس نے کہا آپ کے ہاں یہ بدایہ میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے۔ میں نے دکھایا کہ صاحب بدایہ نے ساتھ ہی حدیث بھی دی ہے: خیر خلکم خل خمدکم بہترین سرکہ وہ ہے جو شراب سے بنا یا جائے۔ اور آپ کے ہاں بھی یہی

ہے: اما الخمر اذا صار خلا فیصیر حلالا شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہے۔ (نزل الزلزال جلد ۱ صفحہ ۲۸۵) لیجئے بخاری میں بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ شراب (خمر) میں مچھل ڈال دیں اور سوک جی دھوپ میں رکھ دیں تو اب وہ شراب نہیں رہتی یعنی سرکہ بن کر حلال ہے۔ بخاری تو یاد ہے پہلے لکھی گئی ہے۔ پہلے اعتراض اس پر کرنا چاہئے تھا۔ اب موصوف کہنے لگے کہ ہاں شراب کا سرکہ بن جائے تو اس کے حلال ہونے میں تو شک نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے، ابو یوسف قاضی کیسے بنا۔ اس نے ہارون رشید کو فتویٰ دیا تھا کہ اپنے باپ کی لوٹنی سے مجھے صحبت کرنا حلال ہے۔ اس کے صلہ میں اسے قاضی بنادیا گیا۔

### قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ

میں نے کہا آپ کو یاد رہے کہ جو الفاظ بھی آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں، ایک ایک لفظ کا اللہ کے ہاں حساب ہونا ہے۔ محدث علی بن صالح (۱۵۱ھ) جب حدیث روایت فرماتے تو فرماتے: حدثنی افقه الفقہاء وقاضی القضاۃ وسید العلماء ابو یوسف یعنی مجھے اپنے دور کے سب فقہاء سے بڑے فقیہ اور قاضی التفتاۃ عاملوں کے سردار نے حدیث سنائی اور محدث علی بن الجعد (۲۳۰ھ) جو بخاری کے استاد ہیں، فرمایا کرتے جب تو ابو یوسف کا نام لینا چاہے تو پہلے اپنے منہ کو صابن اور گرم پانی سے خوب پاک صاف کر لے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میں نے ابو یوسف جیسا محدث نہیں دیکھا۔ آپ صائم الدہر تھے اور قاضی بننے کے بعد بھی روزانہ دو سو نفل پڑھتے تھے۔ کسی مسلمان پر تمت لگانے کے لئے ثبوت چاہئے۔ آپ نے جو واقعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

آپ کے نواب صدیق حن خان بھی لکھتے ہیں، کہ واقعہ بالکل بے اصل ہے۔ (کشف اللباس صفحہ ۲۶۹) اور پھر آپ نے جو اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ اس وجہ سے ہارون رشید نے قاضی صاحب کو قاضی بنایا یہ تو جہالت کا بہت بڑا کرشمہ ہے

کیونکہ قاضی صاحب کو خلیفہ مدنی نے اس عہدہ پر فائز فرمایا تھا۔ پھر خلیفہ ہادی کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے، اس کے بعد ہارون رشید کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے، (مقدمہ کتاب المزاج) حضرت قاضی صاحب کا تو خوف خدا میں یہ حال تھا کہ آخری بیماری میں بہت پریشان تھے اور فرماتے تھے کہ الیذ کی قسم میں نے نہ کبھی بدکاری کی، نہ کبھی زندگی بھر میں ایک درہم بھی حرام کا کھایا اور نہ زندگی بھر کے فیصلوں میں کبھی نا انصافی کی۔ ہاں ایک مرتبہ نا انصافی ہوئی کہ میں ہارون رشید خلیفہ کو کچھ فیصلے سنارہا تھا کہ ایک عیسائی آیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں باغ خلیفہ نے مجھے سے غصب کیا ہے۔ میں نے خلیفہ سے پوچھا۔ اس نے کہا وہ تو مجھ خلیفہ منصور سے میراث میں ملا ہے۔ میں نے عیسائی سے کہا کہ تیرے پاس کوئی گواہ ہیں، اس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں آپ خلیفہ سے قسم لیں۔ میں نے خلیفہ سے قسم لی۔ اس نے قسم اٹھائی اور عیسائی چلا گیا۔ اب میں اس پر ڈر رہا ہوں کہ میں نے عیسائی کو خلیفہ کے ساتھ کیا کر یہ مقدمہ کیوں نہ سنا۔ اس پر رد رہے تھے۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۴۴) حضرت قاضی صاحب بیمار تھے تو نبی کا لعل نے حضرت عبدالرحمن بن القواس سے فرمایا کہ قاضی صاحب کی وفات ہو جائے تو مجھے بھی خبر دینا۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں، میں باہر نکلا اور قاضی صاحب کے گھر کی طرف گیا تو قاضی صاحب کا جنازہ بالکل تیار تھا۔ میں سوچا اب حضرت خواجہ معروف کرخؒ کو بتانے جاؤں تو میں خود جنازے سے رہ جاؤں گا، اس لئے میں نے نماز جنازہ پڑھی اور پھر آکر حضرت معروف کرخؒ کو خبر دی، آپ کو سن کر بہت صدمہ ہوا۔ حضرت معروف کرخؒ نے فرمایا، آج ہی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں گویا جنت میں داخل ہوا ہوں۔ تو ایک بہت شاندار محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ قاضی ابو یوسف کا ہے۔ میں نے پوچھا ایسے عالی شان محل کے وہ حق دار کیسے بنے؟ تو بتایا گیا کہ انہوں نے لوگوں کو خوب علم سکھایا اور لوگوں نے ان پر کئی بے بنیاد

الزماں لگائے۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۴۲)۔ امام محمدؒ کے وصال کے بعد دلی کامل محدث اعظم ابدال وقت نے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا محمدؐ کیا گزری؟ فرمایا اللہ نے فرمایا۔ میں نے تجھے علم کا خزانہ بنایا تھا۔ اس نے کوئی مذہب نہیں، جا جنت میں چلا جا اور میں اس عظیم الشان محل میں ہوں۔ میں نے پوچھا قاضی ابویوسف کہاں ہیں؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی بلند مقامات پر ہیں، پھر میں نے پوچھا امام ابوحنیفہؒ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ تو کئی درجے ہم سے بلند ہیں۔ (بغدادی جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) میں نے کہا جو لوگ صدیوں سے جنت نشین ہیں، آپ اب بھی ان کو معاف نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے کہ قاضی صاحب نے ایک حیلہ بتایا کہ آجھی لوٹو کی بیج کر لو۔ ۲۰ دسویں ہجری کو دواور یہ واقعہ تو خطیب بغدادی نے سند سے لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ خطیب نے جلد ۱۳ میں لکھا ہے جبکہ جلد سوم اس کی سند کے راوی محمد بن ابی الازہر کے بارے میں خود لکھ آئے ہیں کہ کان کذابا قبیح الکذب ظاہرہ یعنی وہ کھلم کھلا بدترین جھوٹ بیان کرتا تھا۔ پھر اس سند میں حماد بن اسحاق موصلی ہیں، یہ دونوں باپ بیٹا زمانہ کے مشہور گویے تھے، ایسے جھوٹوں اور گویوں کی روایت سے ان جلیل القدر ائمہ پر تتمتیں لگانی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا شاید بعض شوافع نے اس قسم کے واقعات انہوں نے ذکر کئے ہوں کہ امام شافعی جب عراق گئے اور خلیفہ بارون رشید کی مجلس میں پہنچے، خلیفہ کے سامنے قاضی ابویوسفؒ نے امام شافعیؒ کو بہت کرنا چاہا، آخر بارون الرشید نے ان دونوں کا مناظرہ کرایا، جس میں قاضی ابویوسفؒ کو بری طرح شکست ہوئی۔ یہ شکست بری بات ہے کہ قاضی صاحبؒ نے محض حسد سے ان کو گرانے کی کوشش کی، حالانکہ انہیں تو عالم کی حوصلہ افزائی کرنا چاہئے تھی اور یہ واقعہ سند کے ساتھ مذکور ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد البلیوی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۴۹)

جب وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا تھا تو قاضی صاحبؒ پر کیوں نہ بولے گا؟ اس سند کا دوسرا راوی احمد بن موسیٰ البخاری ہے جس کو میزان میں ذہبی نے حیان وحشی کہا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۵۹) ایسے جھوٹوں کی روایات سے آپ ائمہ کبار پر تتمتیں لگاتے ہیں؟ اور اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی تاریخی شہادت یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعیؒ ۱۸۳ھ میں عراق تشریف لائے جبکہ اس سے دو سال قبل حضرت قاضی صاحبؒ وصال فرما چکے تھے کیا وہ دو سال بعد قبر سے اٹھ کر امام شافعیؒ سے مناظرہ کرنے آئے تھے؟ آپ لوگوں کا عجب معاملہ ہے۔ انکار پر آؤ تو بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۴ کی حدیث ”قرب نوافل“ اور مسلم جلد ۴ صفحہ ۴ کی حدیث اذا قرأ فانصتوا کا انکار کر دو اور ماننے پر آؤ تو ایسے جھوٹے قصوں کو دیکھو آسمانی سے بڑا درجہ سے دو۔ انہوں نے کہا یہ جن سلاطین اسلام پر آپؐ فرماتے ہیں یہ دی تو ہیں کہ حرم مکہ میں ساڑھے پانچ سو سال ان کی حکومت میں چار مصلے رہے۔ اللہ بھلا کرے سعودی حکومت کا اب ایک ہی مصلیٰ ہے۔ میں نے کہا جب چار مصلے تھے، تمہارا مصلیٰ اس وقت بھی نہیں تھا اور اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ ہاں اس سے اثنائے چلا کہ اہل سنت کے مذہب چار جہی ہیں۔ آپ کا اہل سنت میں کبھی بھی شمار نہیں ہوا۔

وہ سمجھنے لگے بارون رشید نے مکہ مکرمہ میں امام شافعیؒ اور امام ابویوسفؒ کا مناظرہ کرایا جس میں ثالث امام مالک تھے۔ اس میں اذان، صاع اور وقف کے مسائل زیر بحث آئے جس میں بارون رشید کے سامنے ابویوسفؒ کو شکست فاش ہوئی اور آپؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے ان تین مسائل کو چھوٹنے کا اعلان کر دیا۔ اس کلام کو سنتے ہی عوام میں ایک گھلبلی مچ گئی اور آوازیں آنے لگیں آپؒ پر کیا کہہ رہے ہیں۔ تقلید کو توڑتے ہیں اور امام صاحبؒ کے مذہب سے منڑ موڑتے ہیں۔ د (طریق محمدی صفحہ ۱۱۸) میں نے فوراً جواب دیا امام ابن الجوزیؒ نے بے سند اس کا تذکرہ کیا ہے اور

لکھا ہے کہ یہ مناظرہ ۱۸۴۳ء میں ہوا۔ اب ارکان مناظرہ پر غور فرمائیں۔ بارون رشید  
 ۱۷۰۰ء میں خلیفہ بنا اور ۱۹۳ء میں وفات پائی اور امام مالکؒ جو اس مناظرہ کے ثالث  
 بنائے جاتے ہیں ۱۷۰۵ء میں مناظرہ سے پانچ سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور پہلے  
 مناظر قاضی ابویوسفؒ اس مناظرہ سے دو سال قبل ۱۸۲ء میں وصال فرما گئے اور امام  
 شافعیؒ ۱۸۴ء میں تو امام محمدؒ سے پڑھنے عراق گئے ہوئے تھے وہ طالب علم تھے ابھی  
 بحیثیت عالم ان کا تعارف ہی نہ تھا انہوں نے ۱۹۵ء میں اجتہاد کا آغاز کیا۔ چھ سال  
 تقریباً مذہب قدیم مرتب فرمایا۔ پھر مصر تشریف لے گئے اور وہاں مذہب جدید کی  
 تدوین شروع فرمائی۔ ۲۰۴ء میں وصال فرمایا۔ پھر اس مناظرہ میں یہ ہے کہ حضرت  
 ابوسعید خدریؓ مؤذن رسول تھے جس کا کوئی ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔  
 اس مناظرہ میں ہے کہ بلالؓ کے پوتوں نے بتایا کہ بلالؓ کی اذان میں ترجیع تھی۔ نہ ہی  
 کسی تاریخ میں بلالؓ کے پوتوں کا ثبوت نہ ہی ان کی مدینہ میں سکونت ثابت ہے اور  
 پھر یہ بات احادیث متواترہ کے خلاف کہ کتب احادیث میں حضرت بلالؓ سے عدم  
 ترجیع والی اذان ہی متواتر ہے۔ (طحاوی) یہ سب باتیں اس فرضی مناظرہ کے  
 جھوٹے ہونے کے دلائل ہیں۔ ہاں جو نتیجہ ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری  
 صدی میں حرمین شریفین میں امام صاحب کی تقلید اس قدر مضبوط تھی کہ حامی تو کیا  
 قاضی القضاۃ کو بھی وہ امام کی تقلید سے نکلتا نہ دیکھ سکتے تھے اور اس پر بھی شور اور  
 کھلبلی مچ جاتی تھی اس کھلبلی پر نہ ہی بارون رشید نے انکار کیا نہ امام مالک نے نہ ہی  
 امام شافعی اور امام ابویوسف نے جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تقلید شخصی کے  
 وجوب پر سب کا اجماع تھا۔ جو لوگ یہ جھوٹا پروپگنڈہ کرتے ہیں کہ چوتھی صدی تک  
 تقلید شخصی کا وجوب تو کیا وجود بھی نہ تھا ان کو اس جھوٹ سے توبہ کرنی چاہئے۔ اب  
 وہ صاحب فرماتے لگے الحمد للہ میری بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں۔ میں پھر کسی  
 وقت دوبارہ حاضر ہوں گا۔